رؤیت ہلال

شرعی و سائنسی استدلال

زیرنگرانی و باہتمام

فضیلۃ الشیخ ہدایت الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

تحقیق وتالیف

اسفندیار معروف خیل

پیش لفظ

پاکستان میں رویئت ہلال کا مسلۂ

پاکستان میں ہر سال رمضان وعید کے موقع پر چاند کی رویئت سے متعلق تنازعہ کھڑا ہوجاتا ہے۔ وجوہات پر روشنی ڈالنے کے لیئے شروعات ’’فلکیات جدیدہ وسیر القمروعیدالفطر‘‘ نامی کتاب کے ایک اقتباس سے کرتا ہوں جس کے بعد تھوڑا سا اندازہ ہوجائے گا کہ اختلاف کس نوعیت کا ہے، اقتباس ملاحظہ ہو:

’’1967ء میں ایوبی حکومت اور علماء دین کے درمیان عیدالفطر کے بارے میں بڑا اختلاف رونما ہوا۔حکومت نے شرعی ثبوت کے بغیر اعلان کیا کہ 12 جنوری 1967ء جمعرات کے دن عید ہوگی۔ چونکہ پنجاب وسندھ میں کہیں بھی چاند نظر نہیں آسکا، لہٰذہ علمائے دین نے متفقہ طور پر حکومت کے اعلان کے برخلاف 13 جنوری جمعہ کے دن عید منانے کا فتویٰ دے دیا‘‘۔ (فلکیات جدیدہ وسیر القمروعیدالفطر از حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، ص313)

یہ واقعہ اگرچہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے قیام سے پہلے کا ہے، مگر اس واقعے میں بھی وہ بات عیاں ہے جس کا الزام موجودہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی پر لگتا آرہا ہے۔ وہ یہ کہ :

چونکہ ’’پنجاب وسندھ‘‘ میں کہیں بھی چاند نظر نہیں آسکا...اس بات سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ بے شک سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ)، فاٹا یا بلوچستان میں چاند نظر آبھی گیا ہو، رویئت ہلال تب تک تسلیم نہیں کی جائے گی جب تک پنجاب اور سندھ میں نظر نہیں آئے گا۔ چلو سرحد اور بلوچستان کو ایک طرف رکھ دو، اُس وقت یعنی 1967ء میں بنگال (بنگلہ دیش) ہمارے ملک کا حصہ تھا اُس کا بھی رویئت ہلال کے سلسلے میں کوئی نام ونشان نہیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے ٹیکنیکل ایڈوائزرز بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ پاکستان میں دو مقامات ایسے ہیں جہاں نیا چاند نظر آنے کے امکانات زیادہ ہیں، اور وہ دونوں مقامات صوبہ بلوچستان میں واقع ہیں، ایک ایران کے سرحد پر دالبدین کا علاقہ اور دوسرا گوادر کے پاس کا علاقہ۔ لیکن اس کے باوجود پنجاب وسندھ میں چاند کا نظر آنا لازمی ہے۔

مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کا قیام 1974ء میں عمل میں لایا گیا تھا۔ اُس وقت سے لیکر آج تک کمیٹی کے کیے گئے بیشتر فیصلے متنازعہ رہے ہیں، اس کی وجوہات ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آیا یہ وجوہات علاقائی ہیں (جیسا کہ اوپر والے اقتباس سے ظاہر ہے)، سیاسی ہیں، مسلکی ہیں (کیونکہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے چیئرمین کا تعلق پاکستان کے ایک بہت بڑے مسلکی گروہ سے ہے، اور اُن کے ملک کے دوسرے مسلکی گروہوں سے شدید اختلافات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے) یا سائنسی ہیں، اس کے علاوہ ایک اور عنصر بھی زیرنظر رہنا چاہیئے، وہ ہے حکومتی عمل دخل، جیسا کہ اوپر والے اقتباس سے ظاہر ہے کہ حکومتی عمل دخل سے رویئت کا فیصلہ ہوا تھا اور علماء کا دعویٰ تھا کہ یہ فیصلہ بغیر کسی رویئت کے کیا گیا تھا، حکومتی عمل دخل ’تجارتی نوعیت‘ کی بھی ہوسکتی ہے۔

رویئت ہلال کمیٹی کے فیصلے کتنے درست ہوتے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، جو سابق چیئرمین مرکزی رویئت ہلال کمیٹی پاکستان جناب مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں بیان فرمائی تھی کہ ’’پاکستان میں 25 سال میں ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا

کہ دوربین کے ذریعہ چاند نظر آیا ہو اور بغیر دوربین کے نظر نہ آیا ہو، اس لیئے ان آلات سے شہادت کے ردوقبول میں استفادہ کیا جانا چاہیئے"۔(سالانہ رپورٹ 2003-2002، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، اسلام آباد،ص 232)

عجیب سی بات ہے کہ ہمارے پاس دوربین ہی اس قسم کا ہے کہ اس میں چاند تب ہی نظر آتا ہے جب وہ آنکھ سے دیکھے جانے کے قابل ہو۔ اس دوربین کا آخر فائدہ کیا ہے اور ان آلات سے استفادہ کیسا؟۔ بات دراصل آلات کی نہیں ہے بلکہ آلات کی پیمانہ بندی(Calibration) کی ہے، اگر آپ نے دوربین کی ٹیوننگ ہی ایسی کی ہو کہ اس میں 20 گھنٹوں سے پہلے کا چاند نظر ہی نہ آئے تو پھر فائدہ کیا؟ آپ نے یہ پہلے ہی سے طے کیا ہوا ہے کہ 20 گھنٹوں سے کم عمر کے چاند کا نظر آنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیئے مفتی صاحب آگے فرماتے ہیں کہ "رویئت ہلال کمیٹی ماہرین فلکیات کی معلومات کی روشنی میں اس طرح فیصلہ کرتی ہے کہ اگر امکان رویئت بالکل واضح ہو، تو شہادت فوراً قبول کی جاتی ہے اور اگر امکان رویئت خفیف ہو تو شہادت میں احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اور جہاں امکان رویئت بالکل نہ ہو تو وہاں شہادت رد کر دی جاتی ہے"۔(سالانہ رپورٹ 2003-2002، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، اسلام آباد،ص 232)

ماہرین فلکیات سے مراد محکمہ موسمیات کے ماہرین ہیں۔ اُصولی طور پر تو یہ بات صحیح ہے لیکن عملی طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ دوسرے نمبر اُصول پر تیسرے نمبر والی بات لاگو کی جاتی ہے، یعنی اگر امکان رویئت خفیف ہو تو شہادت رد کر دی جاتی ہے، چاہے 'جم غفیر' نے ہی چاند کیوں نہ دیکھا ہو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ موسمیات کے ماہرین کے مطابق 20 گھنٹوں سے کم عمر کی چاند نظر آنے کے قابل نہیں ہوتا۔ یہ اُصول ماہرین فلکیات جدید کے اُصول کے خلاف ہے۔

<u>تصویر کا دوسرا رُخ (بحوالہ اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ 09-2008):</u>

1۔ 1967 والے واقعے کے بعد 2008 میں ایک مرتبہ پھر ایسا ہوا کہ چاروں صوبوں کے صوبائی حکومتوں نے ایک ہی دن عید منانے کا اعلان کیا لیکن صوبہ پنجاب کے ایک مسلکی گروہ کے علماء نے حکومت کا یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔ اس انکار کی وجہ چاند کی رویئت نہیں تھا بلکہ خاص کر مسلکی اور سیاسی تھا۔ کیونکہ اس بار مرکزی حکومت نے صوبہ سرحد کے علماء (دیوبندی گروپ) کے ہاں میں ہاں ملایا تھا۔ جس کے ردعمل میں بریلوی مسلک کے علماء نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔ اس واقعے سے متعلق میڈیا پر خبروں کی جھلکیاں ملاحظہ ہو:

(ا) پاکستان میں ہر برس عید پر چاند نظر آنے یا نہ آنے کا تنازعہ دیکھنے میں آتا ہے البتہ یہ پہلی بار ہوا کہ جب چاروں صوبوں میں ایک ہی روز عید کا اعلان کیا گیا، تو پنجاب کی چند مساجد نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔ جمعرات کو جب پورے پاکستان میں عید کا دوسرا روز تھا لاہور، پاکپتن، گوجرانوالہ، گجرات، فیصل آباد اور نارووال کی بعض مساجد میں عید کے اجتماعات ہوئے، صوبائی دارالحکومت میں پہلی بار دو عیدیں منائی گئیں۔ (روزنامہ ایکسپریس، 4 اکتوبر 2008)

(۲) مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے عیدالفطر کا رات گئے اعلان کیے جانے کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی اپنے فرائض کی انجام دہی میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ چیئرمین مرکزی رویئت ہلال کمیٹی سمیت تمام ممبران کو فی الفور مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ عوامی حلقوں اور معززین نے باور کیا ہے کہ رویئت ہلال کمیٹی نے مرکزی حکومت کے کہنے پر رات گئے بدھ کو عیدالفطر منانے کا اعلان کیا ہے۔ کیونکہ مرکزی حکومت سرحد حکومت کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی، ان کا کہنا تھا کہ قریباً 25 دن پہلے محکمہ موسمیات نے واضح طور پر اعلان کر دیا تھا کہ پاکستان میں شوال کا چاند یکم اکتوبر کو

نظر آئے گا اور 2 اکتوبر کو عید ہوگی۔ محکمہ موسمیات نے جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے یہ اخذ کیا تھا کہ یکم اکتوبر سے پہلے شوال کا چاند نظر نہیں آ سکتا۔ (روزنامہ نوائے وقت، 4 اکتوبر 2008)

(۳) رات کو پونے گیارہ بجے عید کا چاند نظر آنے کے اعلان نے ہر ایک کو حیران کر دیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فیصلہ اصل چاند نظر آنے کی بجائے سیاست کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ باور کیا جاتا ہے کہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کو صوبہ سرحد میں پیدا کردہ صورتحال کے قبول کرنے پر راضی کیا گیا۔ اکیسویں صدی میں چاند کی حرکات کی درست پیش گوئی کرنا ممکن ہے۔ اس کا استعمال مسلمان ممالک بشمول سعودی عرب میں کیا جانا چاہیئے۔ (ڈیلی نیوز، 4 اکتوبر 2008)

2۔ حکومت صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) نے 26 اپریل 2001 کو اسلامی نظریاتی کونسل کے نام چھٹی لکھی گئی۔ اور کونسل کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی کہ صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں 25 دسمبر 2000 کی شام کو اعلان کیا گیا کہ شوال کا چاند نظر آ گیا ہے۔ اس اعلان پر یقین کرتے ہوئے اس علاقہ کے لوگوں نے 26 دسمبر 2000 کو عید الفطر کی نماز ادا کی۔ محکمہ موسمیات برائے بالائی فضاء، وزارت دفاع، حکومت پاکستان کی تحقیق کے مطابق 25 دسمبر 2000 کی شام رویئت ہلال کا کوئی امکان نہ تھا۔

یہ تمام صورت حال اسلامی نظریاتی کونسل کے 143 ویں اجلاس (28 تا 30 مئی 2001) میں غور وخوص کے لیئے پیش کی گئی۔ کونسل کا نقطۂ نظر یہ تھا۔

کونسل کے نزدیک مرکزی رویئت ہلال کمیٹی وطن عزیز کے تمام صوبوں کے نمائندہ علماء دین، فضلاء اور اس شعبہ سے متعلق سائنسدانوں پر مشتمل ہے اور اس کی حیثیت ایک قاضی کی ہے لہٰذہ اس کی اجازت کے بغیر یا اس کے فیصلہ کے برعکس رویئت ہلال کا اعلان کرنا اصولاً مستوجب تعزیر فعل ہے۔ تاہم رویئت ہلال کا تعلق صوم رمضان، عیدین سعیدین، جیسے متبرک امور کے حوالہ سے براہ راست عامۃ المسلمین کے ساتھ ہے، لہٰذہ یہ عین مصلحت ہے کہ حکمت وموعظت، دانش وبینش، افہام وتفہیم اور تمام مسلمانوں کے باہمی رشتہ اعتماد وتعاون ومحبت کی بنیاد پر ایسے نتیجہ خیز اقدامات کیے جائیں اور ایسی تدابیر عمل میں لائی جائیں جن سے رویئت ہلال کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ اعلانات کا سدباب ہو سکے۔ اس سلسلہ میں کونسل حسب ذیل اقدامات کی سفارش کرتی ہے۔

(۱) جن علاقوں میں رویئت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کی بالعموم خلاف ورزی ہوتی ہے، وہاں کے جید اور مؤقر علماء کو رویئت ہلال کمیٹی میں نمائندگی دی جائے تا کہ ان علاقوں کے عوام کا رویئت ہلال کمیٹی پر اعتماد بڑھے۔ اور وہ محض اپنی انا اور اہمیت منوانے کے خواہش مند لوگوں کی پیروی نہ کریں۔

(۲) رمضان المبارک وشوال المعظم کے ہلال کی امکانی تاریخوں سے ایک ہفتہ قبل ٹی وی کے ذریعہ محکمہ موسمیات کی طرف سے چاند کی حرکت اور محل وقوع کے بارے میں رپورٹ پیش کی جاتی رہے۔ اس سے عوام کے علم میں یہ بات آ جائے گی کہ فلاں اوقات میں رویئت ہلال ممکن ہے۔ اور وہ اس بارے میں غیر ثقہ اطلاعات کو از خود مسترد کر دیں گے۔ (بحوالہ اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ 01-2000، ص 94 تا 96)

تبصرہ:

(۱)۔ بظاہر دونوں سفارشات بہت اچھے ہیں لیکن یہ اس مسلئے کا حل نہیں ہے۔ علماء کو رویئت ہلال کمیٹی میں نمائندگی پہلے بھی دی جا چکی ہے لیکن نتیجہ وہی نکلا جو عموماً ہوتا ہے۔ مثلاً مولانا حسن جان شہیدؒ کو مرکزی رویئت ہلال کمیٹی میں شامل کیا گیا تھا۔ لیکن کمیٹی کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آپ احتجاجاً مستعفی ہو

گئے تھے۔

(۲)۔ امکانی تاریخوں کا اعلان گاہے بگاہے ہوتے رہتے ہیں، لیکن یہ بھی مسلئے کا حل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ موسمیات پاکستان نے چاند نظر آنے کے لیئے جو معیار مقرر کیا ہے وہ کسی بھی طور درست نہیں ہے۔ چونکہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی چاند کا اعلان کرنے سے پہلے محکمہ موسمیات سے اعداد و شمار لیتے ہیں، اور اُن اعداد و شمار کی روشنی میں پہلے سے ہی فیصلہ کیا جاتا ہے کہ چاند نظر آئے گا یا نہیں، عموماً فیصلہ نہیں والا ہوتا ہے۔ اُس کی وجہ یہی ہے کہ 29 تاریخ کو چاند نظر آنے کے امکانات جو تھوڑے بہت ہوتے ہیں، وہ محکمہ موسمیات کے اعداد و شمار سے مطابقت نہیں کھاتے۔ یا پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ 29 تاریخ کو جب پوری دنیا چاند دیکھ رہا ہوتا ہے، پاکستان کی مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے ہاں چاند کی 28 تاریخ ہوتی ہے، لہٰذہ وہ چاند کی رویئت لینے کے لیئے اجلاس ہی نہیں بلاتے۔

(۳)۔ محکمہ موسمیات پاکستان چاند کے معاملے میں کتنا مؤثر (efficient) ہے، اس کے متعلق مکمل رپورٹ اس جائزے کے ساتھ پیش کر رہا ہوں، جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ محکمہ موسمیات کے اعداد و شمار کتنے فیصد درست ہوتے ہیں۔ محکمہ موسمیات نے چاند نظر آنے کے لیئے جو معیار مقرر کیا ہے اس کے مطابق چاند نظر آنے کے لیئے ضروری ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد سول ٹوائیلائٹ کے خاتمہ پر چاند کی افق پر بلندی کم از کم 5 ڈگری ہو، بصورت دیگر چاند نظر نہیں آئے گا۔ اب غور فرمالیں کہ سول ٹوائیلائٹ (Civil Twilight) تب ختم ہوتا ہے جب سورج افق سے 6 ڈگری نیچے چلی جائے۔ سورج کا 6 ڈگری نیچے جانے کے لیئے کم از کم 24 منٹ کا وقت درکار رہوتا ہے، اگر 6 منٹ فی ڈگری کا حساب لگالیں تو پھر 36 منٹ لگیں گے۔ پھر چاند کو غروب ہونے میں کم از کم 20 منٹ سے 30 منٹ لگ سکتے ہیں۔ کل ملا کر بات یہ ہوئی کہ چاند نظر آنے کے لیئے ضروری ہے کہ سورج کے غروب اور چاند کے غروب میں کم از کم فرق 44 منٹ ہو، یا اس سے زیادہ 66 منٹ تک بھی ہوسکتا ہے۔ دوسرے معنوں میں چاند کی کم از کم عمر 20 گھنٹوں سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سورج اور چاند کے غروب میں وقت کا اوسط تفاوت 24 گھنٹے کے بعد 51 منٹ ہوتا ہے۔ اب اس حساب سے 44 منٹ فرق کے لیئے 20 گھنٹے عمر لازم ہے۔ اور 66 منٹ کے حساب سے کم از کم عمر 31 گھنٹے ہونا چاہیئے۔

(۴)۔ اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ جس کمیٹی نے چاند دیکھنے کے لیئے معیار ہی یہ مقرر کیا ہو کہ جب تک چاند کی عمر 20 گھنٹے سے زیادہ نہ ہو وہ نظر آنے کے قابل ہی نہیں ہوتا، تو اس کمیٹی کے فیصلے کتنے فیصدی درست ہوں گے؟ جبکہ فلکیاتی سائنس یہ کہتا ہے کہ تقریباً 12 گھنٹے کی عمر میں چاند ٹیلی سکوپ کے ذریعے نظر آنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چاند کبھی بھی 29 ویں دن 20 گھنٹے کی عمر تک نہیں پہنچتا۔ یہ اور بات ہے کہ غلط رویئت کی وجہ سے مہینہ شروع کرنے کی وجہ سے اگلے مہینے کی 30 کو 29 سمجھ لیا جائے۔

(۵)۔ 25 دسمبر 2000 کو چاند کا محاق (پیدائیش) رات 22:21 بجے ہوا تھا۔ لہٰذہ اسی دن چاند دکھنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اگر 25 دسمبر 2000 کو کسی جگہ پر شوال کے چاند کی رویئت کا اعلان ہوا تھا، تو وہ غلط تھا۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر مرتبہ ایسا ہی ہوتا ہے، اکثر و بیشتر مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کی رویئت غلط ثابت ہوتی رہتی ہے اور میڈیا کی آزادی کے بعد سے مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کی حیثیت اب وہ نہیں رہی، جو ہمیں کونسل کے سفارشات میں نظر آرہی ہے۔

اسفندیار معروف خیل

#0334-5386460

رویئت ہلال۔شرعی وسائنسی استدلال

رویئت ہلال کے بارے میں نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں،اور یہ اختلافات اتنے زیادہ اور شدید ہیں کہ کوئی بھی گروہ دوسرے کی بات سننے کے لیئے تیارنہیں ہے۔یہ اختلافات بابرکت مہینوں جیسے رمضان وشوال میں نمایاں ہوجاتے ہیں،یہ اختلافات ثواب کی بجائے گناہ کمانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں بھی رویئت ہلال سے متعلق شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ہمارے ملک میں تو صرف دو دھڑوں میں اختلافات ہیں جبکہ ہندوستان میں کم وبیش پانچ چھ دھڑے ہیں۔برطانیہ کے مسلمانوں میں بھی اسی طرز کے اختلافات ہیں جس طرز کے ہمارے ملک میں ہیں۔فرق یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ایک سرکاری رویئت ہلال کمیٹی ہےاور دوسری پرائیویٹ ہلال کمیٹی کام کررہی ہے،جبکہ برطانیہ میں دونوں پرائیویٹ کمیٹیاں کام کررہی ہیں۔ایک گروہ کا نام حزب العلماء ہے جورویئت ہلال کے بارے میں سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں۔اوردوسرے گروہ کا نام وفاق العلماء ہے جومقامی رویئت کوترجیح دیتے ہیں۔شمالی امریکی ریاستوں میں مختلف گروپس سرگرم عمل ہیں۔ان میں مشہور رویئت ہلال کمیٹی شمالی امریکہ(Moon Sighting Committee of North America)،سینٹرل ہلال کمیٹی شمالی امریکہ، فقہ کونسل برائے شمالی امریکہ (FCNA)،اسلامک سرکل برائے شمالی امریکہ (ICNA)، اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ (ISNA)، اسلامک فاونڈیشن آف نارتھ امریکہ ہیں۔کوئی گروپ فلکی حسابات کوترجیح دیتاہے،کوئی مقامی رویئت کو،تو کوئی بین الاقومی رویئت کوترجیح دے رہاہے۔

اس کے علاوہ چالیس کے قریب مما لک سعودی عرب کے رویئت کی پیروی کرتے ہیں، جیسے افغانستان،البانیہ،آذربائیجان،کویت،قطروغیرہ، تیرہ،چودہ مما لک ترکی کے رویئت کی پیروی کرتے ہیں،جیسے الجیریا،بوسنیا،تیونس وغیرہ۔کچھ مما لک مقامی رویئت پرعمل کرتے ہیں،جیسے پاکستان اور ہندوستان،ایران،نائجیریا،یمن وغیرہ، اورکچھ مما لک فلکی حسابات(Calculations) پرعمل کرتے ہیں اوراُنہوں نے چاندنظرآنے کے معیارات مقررکیئے ہیں جیسے برونائی،مصر،انڈیامیں ہجری گروپ،لیبیا،ملیشیا،انڈونیشیا وغیرہ۔

کسی پرکیچڑ اُچھالنے سے بہتر ہے کہ مسلۂ اختلاف رویئت ہلال کا ہر پہلو سے غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے،تاکہ ہم ملک پاکستان کے مسلمان خصوصاًاور باقی دنیاکے مسلمان عموماًاختلاف کا راستہ چھوڑکراتفاق کا راستہ اپنائیں۔ضداورانا کی وجہ سے بعض اوقات انسان گناہ کوبھی گناہ نہیں سمجھتا،جوبھی ہوبس اپنی انا کی تسکین پرخوش ہوجاتاہے،اللہ تعالیٰ ہمیں ضداورانا سے بچائیں(آمین)۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ () اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ:

”وہ اللہ تعالیٰ ایساہے جس نے آفتاب کوچمکتاہوابنایااور چاندکونورانی بنایااوراس کے لیئے منزلیں مقررکیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اورحساب معلوم کرلیاکرو۔وہ یہ دلائل اُن کوصاف صاف بتلا رہاہے جو دانش رکھتے ہیں۔بلا شبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اوراللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں اورزمین میں پیدا کیاہےان سب میں ان لوگوں کے واسطےدلائل ہیں جواللہ کا ڈر رکھتے ہیں“۔(سورہ یونس،آیت 5)

ہمارے عبادات سورج اور چاند دونوں کے ساتھ متعلق ہیں مثلاً نماز کےاوقات اورسحروافطارکاتعلق سورج کےطلوع اورغروب کے ساتھ ہے۔اور روزےاورحج کے مہینوں کاتعلق چاند کے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورج کو ضیاء بنایاہےیعنی تیز روشنی والا،جلادینے والا،تپش والا۔اور چاندکونور بنایاہے۔

نور سے مراد وہ روشنی ہے جس میں ٹھنڈک ہو، مٹھاس ہو۔ نبی پاک ﷺ کو نور اس لیئے کہا گیا ہے کہ قرآن کی صورت میں جو ہدایت ہمیں ملی ہوئی ہے، وہ آپ ﷺ کے واسطے سے ہمیں ملی ہیں۔ جس طرح سورج کی روشنی چاند سے منعکس ہو کر ہم تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح الٰہی احکام ہمیں آپ کے ذات گرامی سے ہو کر ہم تک پہنچی ہیں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط

''لوگ آپ سے نئے چاندوں (اشکال قمر) کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیئے ہے''۔:(سورہ بقرہ آیت 189)

اس آیت مبارکہ میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے جو نبی مکرم ﷺ سے ہلال کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ یعنی سوال یہ تھا کہ چاند بڑھتے بڑھتے قمر اور پھر بدر بن جاتا ہے۔ اور پھر گھٹ کر واپس ہلال کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے ایسا کیوں ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ اس میں لوگوں کے واسطے فائدے ہیں اور حج کے مہینے اس سے معلوم ہوتے ہیں۔ حج کے اوپر وقف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان بھی اس میں شامل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے چاند کے بارے میں سوال کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس سے قرض وغیرہ کے وعدوں کی معیاد معلوم ہو جاتی ہے، عورتوں کی عدت کا وقت معلوم ہوتا ہے، حج کا وقت معلوم ہوتا ہے، مسلمانوں کے روزے کے افطار کا تعلق بھی اسی سے ہے۔ مسند عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند کو لوگوں کے وقت معلوم کرنے کے لیئے بنایا ہے اسے دیکھ کر روزے رکھو، اسے دیکھ کر عید مناؤ، اگر ابر و باراں کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تو تیس دن پورے گن لیا کرو۔ اس روایت کو حضرت امام حاکمؒ نے صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ حضرت علیؓ سے ایک موقوف روایت میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

جس طرح نماز کے اوقات کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ **فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ج وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى** : پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے رب کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی، رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح کرتا رہ، بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے۔ اور فرمایا گیا ہے: وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ ط : ''اور قائم کرو نماز دونوں سروں پر دن کے اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی''۔ اور فرمایا گیا ہے: أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ط : ''قائم کرو نماز زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک، اور (قائم کرو) فجر کی نماز بھی''۔ اسی طرح رمضان کا مہینہ بھی چاند دیکھ کر ہی شروع کیا جاتا ہے اور چاند دیکھ کر ہی ختم کیا جاتا ہے۔ اور حج کے مہینوں کا شمار بھی چاند ہی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت (سورہ یونس آیت 5) میں فرمایا گیا ہے کہ **يُفَصِّلُ الاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ** : یعنی سورج اور چاند میں نشانیاں ہیں جو مفصل ہیں اُن لوگوں کے لیئے جو عقل رکھتے ہیں۔ مسلمان یا مؤمن نہیں فرمایا بلکہ عقل والے فرمایا گیا۔ مطلب یہ ہے، کہ اس سے حساب کتاب اور دوسرے دنیاوی فائدے صرف مسلمان نہیں بلکہ ہر وہ شخص اُٹھائے گا، جو عقل سے کام لیتے ہو، عقل بمعنی سائنس کے ہے، یعنی جو بھی سائنسی علوم پر عبور رکھتا ہوگا وہ ان سے بھرپور فائدے اُٹھائے گا، جیسے کیلینڈر کے علاوہ سولر انرجی وغیرہ

دوسری آیت (سورہ یونس، آیت 6) میں فرمایا گیا کہ إِنَّ فِیْ اخْتِلاَفِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لآیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْن : کہ رات اور دن کے اختلاف میں اُن لوگوں کے لیئے نشانیاں ہیں جو متقی ہیں، یعنی بات صرف مسلمان کی ہو رہی ہے۔ یہ فائدے آخرت سے متعلق ہیں۔ سورج اور چاند کو دیکھ کر اپنے اپنے مقررہ وقت پر نماز، روزہ اور حج ادا کرے گا تو اُخروی فوائد حاصل کرے گا۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّھُورِ عِندَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْھَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۵لا فَلاَ تَظْلِمُواْ فِیْھِنَّ أَنفُسَکُمْ وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّةً کَمَا یُقَاتِلُونَکُمْ کَآفَّةً ط وَاعْلَمُوآ أَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ () إِنَّمَا النَّسِیْءُ زِیَادَةٌ فِیْ الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُواْ یُحِلُّونَہُ عَاماً وَیُحَرِّمُونَہُ عَاماً لِّیُوَاطِؤُواْ عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّواْ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ط زُیِّنَ لَھُمْ سُوْءُ أَعْمَالِھِمْ ط وَاللّٰہُ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ :

”بے شک تعداد مہینوں کی نزدیک اللہ کے بارہ ماہ ہے اللہ کے کتاب میں، جس دن سے پیدا فرمائے اُس نے آسمان اور زمین، اُن میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں۔ یہی ضابطہ ہے سب سے زیادہ درست، سو نہ ظلم کرو تم ان (چار مہینوں) میں اپنے اوپر (باہم جنگ کر کے) اور جنگ کرو مشرکوں کے ساتھ سب مل کر۔ جس طرح جنگ کرتے ہیں وہ تم سے سب مل کر اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ دیتا ہے متقیوں کا () حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کو آگے پیچھے کر لینا اضافہ ہے کفر میں، گمراہ کئے جاتے ہیں جس سے یہ کافر لوگ، حلال کر لیتے ہیں کسی مہینے کو ایک سال اور حرام قرار دیتے ہیں اسی کو (دوسرے) سال، تا کہ پوری کر لیں تعداد ان (مہینوں) کی، جنہیں حرام ٹھہرایا ہے اللہ نے اور اس طرح حلال کر لیں وہ (مہینہ) جسے حرام قرار دیا ہے اللہ نے۔ خوشنما بنا دیئے گئے ہیں اُن کے لیئے اُن کے برے کام اور اللہ نہیں ہدایت دیتا حق کا انکار کرنے والوں کو“۔ (سورہ توبہ، آیت 36 و 37)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں سال کے بارہ مہینوں کا ذکر ہے، جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ دنیا میں سورج اور چاند دونوں قسم کے کیلینڈر رائج ہیں۔ ان کے چار اقسام ہیں: ایک کو شمسی تقویم اور دوسرے کو قمری تقویم کہا جاتا ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو شمسی اور قمری دونوں سے مرکب ہے۔ اور چوتھی قسم موسمی کیلینڈر کی ہے۔ جیسے ہندوستانی بکرمی کیلینڈر۔ شمسی اور قمری دونوں قسم کے تقاویم عبادات کے اوقات سے وابسطہ ہیں۔ لیکن قرآن جن چار مہینوں کا ذکر کر رہا ہے، اُن مہینوں کا تعلق قمری تقویم سے ہے۔

ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں لگ بھگ 40 کیلینڈر رائج ہیں۔ ان میں مشہور کیلینڈروں کے نام یہ ہیں: ہجری کیلینڈر، جولین یا گریگورین کیلینڈر (جس کو عرف عام میں انگریزی کیلینڈر کہا جاتا ہے)، مایان کیلینڈر (شمالی امریکی ممالک)، ازتیکان کیلینڈر (میکسیکو میں زیر استعمال ہے)، مصری کیلینڈر، بے بی لونین کیلینڈر، ایرانی کیلینڈر، ہندو کیلینڈر (اس کو پنچانگ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ پانچ تقاویم پر مشتمل ہے، شالیواہانا شاکا، بکرمی، تامل، بنگالی اور ملیالم کیلینڈر)، بدھ کیلینڈر (یہ اُن ممالک میں زیر استعمال ہیں جہاں بدھ مت سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں جیسے کمبوڈیا، لاوس، میانمار، تھائی لینڈ، سری لنکا اور سنگاپور)، پری کولمبین کیلینڈر (سینٹرل امریکی آزاد ریاستوں میں زیر استعمال ہے)، ہیلینیک کیلینڈر (یونانی تقویم)۔ کیلینڈر ایک مستقل علم ہے، اس وجہ سے تفصیل کے لیئے یہ موقع مناسب نہیں ہے۔

دوسری آیت (سورہ توبہ آیت 37) میں فرمایا گیا ہے کہ ان مہینوں کو آگے پیچھے کرنا حرام ہے، یہ کفر ہے بلکہ کفر میں بھی زیادتی ہے۔ اسی طرح یہ

لوگ حرام مہینوں کو حلال ٹھہراتے ہیں۔اور صرف گنتی پوری کرتے ہیں۔حلال حرام کا خیال نہیں رکھتے۔عرب معاشرے میں یہ رواج تھا کہ جنگ وجدل کی خاطر کسی حرام مہینے کو حلال ٹھہراتے تھے اور بعد میں کسی حلال مہینے کو حرام قرار دے کر گنتی پوری کرتے تھے۔نسی کی دوسری صورت یہ تھی کہ حج کو موافق موسم میں لانے کے لیئے ایک مہینہ بڑھاتے تھے تاکہ موسم کے زحمتوں سے بچا جاسکے۔اس مہینے کو کبیسہ کہا جاتا تھا۔

اس کی ایک مثال ہمارے ہاں عرفہ کے دن کے بارے کچھ صاحب علم لوگوں کا غلط موقف ہے۔جس کے بارے میں وہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ فلاں ملک کا عرفہ الگ ہے اور ہمارا الگ ہے۔ شریعت نے عرفہ کا ایک ہی دن مقرر کیا ہے تو پھر یہ دومرتبہ کیسے واقع ہوسکتا ہے؟ اس غلط موقف اور بے جا ضد کی وجہ سے بے شمار لوگ عرفہ کے دن کے برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔اسی طرح لیلۃ القدر کی رات کے بارے میں بھی گنتی پوری کی جاتی ہے، چاہے مہینہ غلط ہی کیوں نہ شروع کیا گیا ہو۔لیکن کہا جاتا ہے کہ آج کی رات تو فلاں ملک والوں کی طاق رات ہے، ہماری تو جفت ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ضد کرنے والے مولوی صاحبان آج تک لیلۃ القدر کی رات کو نہ پاسکیں۔

یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک کا فلاں ملک کے ساتھ دو گھنٹے کا فرق ہے، تو ہمارے ملک کا اور اُن کا روزہ اور عیدین ایک ہی روز کیسے ہوسکتے ہیں؟ عرض یہ ہے کہ ٹائم کا فرق طول بلد میں اختلاف کی وجہ سے ہوتی ہے، زمین چونکہ گول ہے اس وجہ سے سورج کی شعاعیں ہر جگہ ایک ہی وقت میں نہیں پہنچ پاتیں۔طول بلد کے حساب سے اگر ایک مقام دوسرے مقام سے ایک ڈگری کے دوری پر ہے، تو ان کے درمیان 4 منٹ کا فرق پڑے گا۔یعنی اگر یہ دوسرا مقام پہلے مقام کی نسبت مغرب کی جانب ہے تو وہاں پر سورج کی شعاعیں پہلے مقام کی بنسبت 4 منٹ بعد پہنچے گی۔اب اگر دو مقامات کے درمیان طول بلد کا فرق 20 ڈگری ہو، تو ان دو مقامات کے درمیان وقت کا فرق کم از کم 80 منٹ کا ہوگا۔اس وجہ سے اوقات نماز اور سحری وافطاری کے اوقات میں کم وبیش 80 منٹ کا فرق ہوگا۔لیکن چاند کا معاملہ اور ہے۔چاند کی رویئت کے سلسلے میں گھنٹہ دو گھنٹہ کے فرق سے چاند کی رویئت پر کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔فرق اتنا پڑتا ہے کہ چاند غروب ہونے کے دورانیئے میں ایک یا دو منٹ کا فرق پڑ جائے گا۔اس وجہ سے دو یا تین گھنٹے کے فرق کی وجہ سے مہینہ شروع کرنے میں ایک اور بعض اوقات دو دنوں کا فرق رکھنا کسی صورت درست نہیں ہے۔ہاں فرق پڑ بھی سکتا ہے یہ نہیں فرق پڑنا ناممکن ہے، بالکل ممکن ہے لیکن سال دو سال میں ایک آدھ مرتبہ ہی فرق پڑھ سکتا ہے، نا کہ ہر مہینے اور خاص کر رمضان وعیدین کے موقع پر۔

<u>احادیث مبارکہ:</u>

۱۔ حدیث ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِذَا رَاَیتُمُوهُ فَصُومُوا، وَ اِذَا رَاَیتُمُوهُ فَافطِرُوا، فَاِن غُمَّ عَلَیکُم فَاقدُرُوا لَهُ:** ابن عمرؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب چاند دیکھو تو روزہ شروع کرو، اور جب چاند دیکھو تو روزہ افطار کردو، اور اگر ابر ہو تو اندازہ سے کام کرو۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1900)

۲۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: **لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوا الهِلَالَ، وَلَا تُفطِرُوا حَتَّى تَرَوهُ، فَاِن غُمَّ عَلَیکُم فَاقدُرُوا لَهُ:** ''جب تک چاند نہ دیکھو روزہ شروع نہ کرو، اور جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ موقوف نہ کرو، اور اگر بادل ہوں تو اندازہ سے کام لو''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1906)

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یایوں کہا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: **صُومُوا لِرُؤیَتِهِ وَافطِرُوا لِرُؤیَتِهِ، فَاِن غُبِّیَ عَلَیکُم فَاَکمِلُوا عِدَّةَ شَعبَانَ ثَلَاثِینَ:** چاند ہی دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند ہی دیکھ کر روزہ موقوف کرو اور اگر بادل ہو جائے تو تیس دن

پورے کرلو۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1909)

۴۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّمَا الشَّهرُ تِسعٌ وَ عِشرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوهُ، وَلَا تُفطِرُوا حَتَّى تَرَوهُ، فَاِن غُمَّ عَلَيكُم فَاقدِرُوالَهُ** :"مہینہ انتیس (29) کا ہوتا ہے اس لیئے نہ چاند دیکھے بغیر روزے رکھو اور نہ اسے دیکھے بغیر روزے ختم کرو اگر آسمان ابر آلود ہو تو اس کی گنتی (تیس) پوری کرو"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 2502)

۵۔ حضرت کریبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدہ اُم الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے سیدنا معاویہؓ کی طرف شام میں بھیجا، انہوں نے کہا کہ میں شام گیا اور ان کا کام نکال دیا اور میں نے شام میں جمعہ کی شب کو رمضان کا چاند دیکھا پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا، اور سیدنا ابن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا پھر چاند کا ذکر کیا، انہوں نے کہا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا جمعہ کی شب کو، انہوں نے کہا تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا، اور سیدنا معاویہؓ نے اور دوسرے لوگوں نے بھی روزہ رکھا، تو سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے، تو میں نے کہا، آپؓ کافی نہیں جانتے (لا تكتفي) سیدنا معاویہؓ کے رویئت کو اور روزہ رکھنے کو؟ آپؓ نے فرمایا نہیں، ایسا ہی حکم کیا ہے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے۔ یحییٰ بن یحییٰ کو شک ہے کہ "نکتفي" کہا یا "تکتفي"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 2528)

(تكتفي کا مطلب ہوتا ہے' کافی ہونا just enough اور نكتفي کا مطلب ہوتا ہے' اس کو کرو just do it')

۶۔ حضرت نافعؒ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مہینہ انتیس (29) دن کا ہوتا ہے لہٰذہ چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو، اور نہ ہی دیکھے بغیر روزے چھوڑو، اگر آسمان پر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرو۔ راوی (حضرت نافعؒ) کا بیان ہے کہ جب شعبان کی انتیس تاریخ ہوتی تو ابن عمرؓ چاند دیکھتے اگر نظر آجاتا تو ٹھیک اور اگر نظر نہ آتا اور بادل اور کوئی سیاہ ٹکڑا اس کے دیکھنے کی جگہ میں حائل نہ ہوتا تو دوسرے دن روزہ نہ رکھتے اور اگر بادل یا کوئی سیاہ ٹکڑا دیکھنے کی جگہ میں حائل ہو جاتا تو صائم ہو کر صبح کرتے۔ راوی کا یہ بھی بیان ہے کہ ابن عمرؓ لوگوں کے ساتھ ہی روزے رکھنا چھوڑتے تھے اور اپنے حساب کا خیال نہیں کرتے تھے۔(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2320، سند: صحیح)

۷۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تیس دن کے روزے کے مقابلے میں انتیس دن کے روزے زیادہ رکھے ہیں۔(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2322، سند: صحیح)

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رمضان کے لیئے شعبان کے چاند کو شمار کیا کرو، اسے رمضان کے ساتھ نہ ملاؤ (یعنی ایک دن پہلے روزہ نہ رکھو)، سوائے اس صورت میں کہ یہ اس روزے کے موافق ہو جائے جو تم میں سے کوئی شخص رکھتا ہے، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر بادل چھا جائیں تو گنتی پر بادل نہیں چھاتے (یعنی تیس دن پورے کرو)۔(**السلسلة الصحيحة**، حدیث نمبر 2206)

۹۔ ربعی بن حراش ایک صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے رمضان کی تیس کو روزے کی حالت میں صبح کی، اتنے میں دو بدو آئے اور اُنھوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا تھا، اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسی وقت روزہ افطار کرنے کا حکم دے دیا۔(مسند احمد، حدیث نمبر 3694، صحیح)

۱۰۔ حضرت ابوالبختریؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم عمرہ کے لیئے نکلے تو جب ہم وادی نخلہ میں اترے تو ہم نے چاند دیکھا، بعض لوگوں

نے کہا کہ یہ تیسری کا چاند ہے اور کسی نے کہا کہ یہ دوراتوں کا چاند ہے، تو ہماری ملاقات ابن عباسؓ سے ہوئی تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، کوئی کہتا ہے کہ تیسری تاریخ کا چاند ہے کوئی کہتا ہے کہ دوسری کا چاند ہے، تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم نے کس رات چاند دیکھا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا کہ فلاں فلاں رات کا، تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کے لیئے اسے بڑھا دیا ہے، درحقیقت یہ اسی رات کا چاند ہے جس رات تم نے اسے دیکھا۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 2529)

فقہ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ از عبدالرحمٰن الجزیری):

ماہ رمضان کا تحقق

ماہ رمضان کا تحقق دو طرح سے ہوتا ہے: اول ماہ رمضان کے چاند کا نظر آنا، جبکہ مطلع صاف ہو اور بادل، دھند یا غبار چاند دیکھنے سے مانع نہ ہو۔ دوم یہ کہ ماہ شعبان کے تیس دن پورے ہو جائیں، یہ اس صورت میں جبکہ مطلع متذکرہ بالا رکاوٹوں سے خالی نہ ہو، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے، ''چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ توڑو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو''۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر مطلع صاف ہو تو روزے کا انحصار محض چاند کے نظر آنے پر ہوگا، لہٰذہ جب تک چاند نظر نہ آئے روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر آسمان ابر آلود ہے تو (ماہ صیام کے تحقق کی خاطر) ماہ شعبان کی طرف رجوع کرنا ہوگا، یعنی اس کے تیس دن پورے کرنے ہوں گے۔ بایں طور کہ اگر حساب کی رو سے دن کم ہوں تو اس کمی کو دور کریں اور اگر دن پورے ہو گئے ہیں تو روزہ واجب ہو گیا ہے، یہ قاعدہ بھی اسی مالک شرع کا بنایا ہوا ہے جس نے روزہ کا حکم دیا ہے، اس کو پورا اختیار ہے کہ (ماہ رمضان کے تحقق کی) نشانیاں جو کچھ چاہے مقرر فرمادے۔ شارع علیہ السلام ہی نے یہ بتایا ہے کہ اگر آسمان صاف ہے اور چاند کا نظر آنا ممکن ہے تو اسے دیکھنے کی کوشش کی جائے، اگر چاند نظر آجائے تو روزہ رکھا جائے ورنہ نہ رکھا جائے۔ البتہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو ماہ شعبان (کے دنوں کا) حساب لگا کر اس کے تیس دن پورے کرنے چاہیئے، تین اماموں کا اسی (اُصول) پر عمل ہے، حنابلہ نے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک اور روایت کی بناء پر اس سے اختلاف کیا ہے۔ دوسری (حدیث) کے الفاظ اس طرح مروی ہیں: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ بند کرو اگر مطلع صاف نہ ہو تو اس کے لیئے اندازہ لگا لیا کرو''۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ لفظ ''فاقدروا لہ'' کے معنی ہیں کہ ایسی صورت میں احتیاط سے کام لو۔ اندریں باب حنابلہ نے حضرت عمرؓ، جو اس حدیث کے راوی ہیں، کے طرز عمل سے استدلال کیا ہے، چنانچہ یہ امر ثابت ہے کہ شعبان کی انتیس تاریخ کو ہلال رمضان دیکھنے کے لیئے لوگوں کو بھیجتے تھے، اگر چاند نظر آجاتا تب تو خیر روزہ ہو ہی جاتا تھا، اگر نظر نہ آتا اور مطلع ابر آلود یا غبار آلود نہ ہوتا تو صبح کو افطار فرماتے۔ اور اگر (مطلع ناصاف) ہوتا تو صبح کو روزہ رکھ لیتے، ایسی صورت میں حنابلہ اس دن کو ''یوم الشک'' نہیں کہتے، بلکہ ان کے نزدیک یوم الشک اس روز ہے جبکہ مطلع صاف ہو اور لوگ چاند دیکھنے کے وقت گھر بیٹھے رہیں، چنانچہ حنابلہ کا مسلک اس طرح نقل ہے:

''شعبان کی انتیس تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد مطلع ابر آلود ہونے کے باعث ہلال رمضان دکھائی نہ دے تو ضروری نہیں ہے کہ شعبان کے تیس دن پورے کیئے جائیں، بلکہ واجب ہے کہ رات کو روزہ کی نیت کر کے اگلے روز روزہ رکھ لیا جائے، خواہ وہ دن شعبان کا ہو یا رمضان کا۔ نیت رمضان کے روزے کی کرنی چاہیئے، اگر اس عرصہ میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ دن شعبان کا ہے تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے''۔

اب رہا ہلال کے ثابت ہونے کا طریقہ سو اس کے باب میں مختلف مسالک تفصیل طلب ہیں:

۱۔ حنفیہ کہتے ہیں اگر آسمان ایسی چیزوں سے خالی ہو جو رؤیت ہلال سے مانع ہوں تو ضروری ہے کہ ایک مجمع کثیر نے اس کو دیکھا ہو جن کے بتانے سے ماہ رمضان کے چاند کا نظر آنا ثابت ہوگا، مجمع کثیر کا مطلب امام یا اس کے نائب کی رائے پر منحصر ہے، بقول راجح اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے، ایسی صورت میں رؤیت ہلال کی شہادت کے لیئے یہ شرط ہے کہ دیکھنے والے بیان دینے کے وقت یہ لفظ کہیں کہ ''ہم شہادت دیتے ہیں''۔

اگر آسمان متذکرہ اشیاء سے جو چاند دیکھنے سے مانع ہوتی ہیں خالی نہ ہو اور کوئی شخص کہتا ہے کہ اس نے چاند دیکھ لیا اور یہ شخص مسلمان ''راست باز'' عاقل اور بالغ ہے تو اس کی شہادت کافی ہوگی اور اس کے لیئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ یہ الفاظ بھی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں، نیز حاکم اور عدالت کی بھی ضرورت نہیں ہے، یاد رہے کہ اگر مطلع ابر آلود ہو تو (ثبوت رؤیت ہلال کے لیئے) ضروری نہیں ہے کہ چاند کو ایک مجمع دیکھے، کیونکہ ایسی حالت میں چاند کا نظر آنا مشکل ہی ہوتا ہے۔

اس شہادت کے لیئے مرد، عورت، آزاد اور غلام کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے، اگر کسی فرد واحد نے جس کی گواہی معتبر مانی جاتی ہے چاند دیکھا اور اس کے دیکھنے کی شہادت کسی اور شخص نے دی تو اس کو بھی تسلیم کیا جائے گا، لیکن اس صورت میں (اس دوسرے شخص کو) قاضی (حاکم) کے سامنے پیش ہو کر پہلے شخص کے بیان کے متعلق شہادت دینا ہوگی، قاضی کو چاہیئے کہ اس کی گواہی لے، اگر اس بارے میں گواہی دینے والا مستور الحال ہے، (یعنی ایسا شخص جس کے کردار کا حال معلوم نہیں ہے) تو اسے ''عدل'' (یعنی راست باز) ہی تصور کیا جائے۔

اگر ایسا شخص جو مقبول الشہادۃ ہے ماہ رمضان کا چاند دیکھے اور وہ شہر میں ہے تو اس پر واجب ہے کہ اسی شب کو قاضی کے پاس آ کر اس کی شہادت دے، اگر قریہ میں ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس مقام کی مسجد میں جا کر تمام لوگوں کو اس سے مطلع کرے، اگرچہ چاند دیکھنے والی کوئی پردہ نشین عورت ہی کیوں نہ ہو۔

اب جس نے ہلال رمضان دیکھ لیا اور جس نے اس کی بات کو مان لیا ان دونوں پر روزہ واجب ہو گیا، اگرچہ قاضی نے ان کی شہادت کو نہ مانا ہو، اگر قاضی نے شہادت رد کر دی ہے اور اس شخص نے روزہ نہ رکھا تو اس روزے کی صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہے۔

۲. شافعیہ کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کا ثبوت ایک ہی معتبر شخص کے دیکھنے سے ہوتا ہے، اگرچہ وہ مستور الحال ہو، اس میں آسمان صاف ہو یا دھندلا کہ چاند کا دیکھنا دشوار ہو (بہر حال ماہ رمضان کا ثبوت ہو جائے گا)، لیکن گواہ کا مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور قابل اعتبار ہونا شرط ہے، اور گواہی کے وقت اس کا لفظ ''اشھد'' (یعنی میں شہادت دیتا ہوں) کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے، بایں طور کہ قاضی کے روبرو وہ یوں کہے کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ہلال رمضان دیکھ لیا'' اور یہ امر ضروری نہیں کہ وہ یہ بھی کہے کہ کل ''رمضان'' ہے۔

واضح ہو کہ (اس شہادت کے بعد) اگلے دن کا روزہ عوام الناس پر واجب نہیں ہے جب تک کہ قاضی گواہی کو سن کر اس کے ٹھیک ہونے کا فیصلہ نہ کر دے، اس کے لیئے بھی یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ ''میرے نزدیک ماہ رمضان ثابت ہو گیا ہے''۔

جس شخص نے چاند اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو، اس پر رمضان کا روزہ واجب ہے، اگرچہ وہ قاضی کے سامنے پیش نہ ہوا ہو یا اس کی شہادت تسلیم نہ کی گئی ہو، اسی طرح اس شخص پر بھی روزہ واجب ہے جس نے اس کا بیان سنا اور اس کی توثیق کی اور اسے سچ جانا، اس میں چاند دیکھنے والا بچہ ہو یا عورت ہو یا غلام ہو یا فاسق یا کافر ہو (یعنی بہر حال چاند دیکھنے والے کی بات کو جو سچ مان گیا اس پر روزہ واجب ہے)۔

۳.   مالکیہ کہتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ چاند دیکھنے سے ثابت ہوجاتا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اس کو دوراست باز انسانوں نے دیکھا اور راست باز (عدل) سے مراد آزاد، بالغ، عاقل، کبیرہ گناہوں اور لڑکیوں پر دست درازی اور خلاف انسانیت کاموں سے بچنے والا شخص ہے۔

دوسری صورت یہ کہ چاند کو ایک مجمع کثیر نے دیکھا ہو جن کے بتانے سے اس کا دیکھا جانا معلوم ہو اور ان سب کے یک زبان ہو کر جھوٹ بولنے کا امکان نہ ہو، اس صورت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب مرد ہوں اور آزاد اور معتبر ہوں۔

تیسری صورت یہ کہ کسی ایک شخص نے چاند دیکھا ہو، لیکن ایک شخص کا چاند دیکھنا، صرف اس کے اپنے حق میں اور کسی دوسرے شخص کے حق میں، جسے اس نے بتایا ہو اور اس دوسرے شخص نے خود چاند دیکھنے کی کوشش نہ کی ہو، متحقق ہوگا۔ لیکن اگر اس نے خود چاند دیکھنے کی کوشش کی ہو، (اور نہیں دیکھ سکا) تو محض دیکھنے والے کے کہنے سے اس کے حق میں رؤیت ہلال متحقق نہ ہوگا، اگرچہ اس شخص پر جس نے خود چاند دیکھا روزہ واجب ہوگا۔

واضح ہو کہ وہ شخص جو (چاند دیکھ کر) شہادت دیتا ہے، اس کے لیئے مرد ہونے یا آزاد ہونے کی شرط نہیں ہے، پس درآنحالیکہ کوئی شخص جھوٹا مشہور نہیں ہے محض ایسے شخص کے بتانے پر اس کے لیئے روزہ واجب ہوجاتا ہے جس نے ہلال دیکھنے کی کوشش ہی نہ کی ہو، بتانے والی عورت ہو یا غلام (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا)، لیکن سننے والے پر اسی حالت میں واجب ہوگا جب کہ سننے والا اس اطلاع کی تائید کرے اور اطمینان ہو (کہ بتانے والے نے صحیح بتایا ہے)۔

اگر دو معتبر آدمیوں نے ہلال رمضان دیکھا یا ایک جماعت نے رویئت ہلال کی اطلاع دی تو اب ہر سننے والے پر روزہ واجب ہوگیا، اسی طرح اس شخص پر بھی روزہ واجب ہے جسے رویئت ہلال کی اطلاع ان دونوں ذرائع میں سے کسی ذریعہ سے پہنچی ہو (یعنی دو معتبر اشخاص نے یا ایک جماعت نے خبر دی ہو)۔

واضح ہو کہ اگر دو معتبر آدمیوں نے چاند دیکھنے کی اطلاع دی تو لازم ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک سے سن سن کر جو لوگ دوسرے کو بتائیں وہ بھی دو معتبر اشخاص ہوں، لیکن دونوں سے نقل کرنے والوں کا متعدد اشخاص ہونا ضروری نہیں ہے، چنانچہ اگر دو معتبر آدمیوں نے کسی ایک معتبر سے سن کر روایت ہلال کی اطلاع دی، پھر ان ہی دو آدمیوں نے دوسرے معتبر شخص سے سن کر اطلاع دی تو ہر اس شخص یا جماعت پر جس جس کو یہ اطلاع پہنچی، روزہ واجب ہو گیا، لیکن محض ایک آدمی کا چاند دیکھنے والے کی بات کا نقل کرنا کافی نہیں ہے، البتہ اس صورت میں جب کہ ایک جماعت نے چاند دیکھ کر بتایا ہو، اور اس خبر کو اور اس کی اطلاع ایک ہی معتبر شخص دے تو کافی ہے، اسی طرح ایک شخص کا کہنا اس حالت میں بھی کافی ہے جب کہ حاکم کے سامنے ماہ رمضان کے ثابت ہوجانے کی اطلاع پہنچے یا اس کے ثابت ہوجانے کے حکم کی اطلاع ملے۔

اگر کسی معتبر یا مستور الحال شخص نے تنہا ہلال رمضان دیکھا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کی اطلاع حاکم کو دیدے تاکہ شہادت کا دروازہ کھول دیا جائے، بہت ممکن ہے کہ کوئی اور معتبر آدمی آ کر رویئت ہلال کی شہادت دے یا کوئی جماعت بیان کرے خواہ وہ معتبر لوگ نہ ہوں (اس صورت میں بھی چاند کا ثبوت ہوجائے گا)، شہادت معتبر شخص کی ہو یا کسی اور شخص کی یہ ضروری ہے کہ وہ لفظ ''اشھد'' کہے (یعنی یہ الفاظ کہ میں شہادت دیتا ہوں)۔

۴.   حنابلہ کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کی رویئت ثابت ہونے کے لیئے مکلّف شخص کی شہادت ضروری ہے جو بظاہر اور بباطن قابل اعتبار ہو، لہٰذہ کسی بچے

کے کہنے سے گو باشعور ہو، رویئت ہلال ثابت نہ ہوگی اور نہ کسی مستور الحال کے کہنے سے (رویئت ہلال ثابت ہوسکتی ہے)، جہاں تک معتبر ہونے کا تعلق ہے مرد اور عورت یا آزاد اور غلام میں کوئی فرق نہیں ہے، اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ چاند دیکھنے کی شہادت لفظ ''اشہد'' کے ساتھ دی جائے۔

اس شخص پر روزہ رکھنا واجب ہوجاتا ہے جسے کسی معتبر شخص نے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی اطلاع دی ہو، اگرچہ حاکم نے اس کے بیان کو اس لیئے رد کر دیا ہو کہ اس شخص کا کردار حاکم کو معلوم نہ تھا۔

جو شخص چاند دیکھے اسے قاضی کے پاس جانا واجب نہیں ہے اور نہ مسجد میں جا کر اعلان کرنا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی واجب نہیں کہ لوگوں کو خبر دیتا پھرے۔

<u>مختلف علاقوں میں سے کسی ایک علاقہ میں رویئت ہلال کے ثابت ہونے کا بیان</u>

اگر چاند کا دیکھا جانا مختلف علاقوں میں سے کسی ایک علاقہ میں ثابت ہوجائے تو تمام علاقوں پر روزہ واجب ہوجائے گا، خواہ وہ علاقہ پاس کا ہو یا دور کا، بشرطیکہ روزہ واجب کرنے والے ذرائع سے رویئت ہلال کا ثبوت بہم پہنچ جائے، اس بارے میں مطلعوں کے مختلف ہونے کا کوئی لحاظ نہ ہوگا، تین اماموں کا بھی یہی خیال ہے، (موجودہ دور میں اس کو رویئت وحدہ Universal Sighting کہا جاتا ہے)۔ البتہ شافعیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ رویئت ہلال جب کسی علاقہ میں ثابت ہوجائے تو وہاں سے ہر طرف کے قرب و جوار کے علاقہ میں اس ثبوت کی بناء پر روزہ رکھنا واجب ہوگا، قرب کا تحقق مطلع ایک ہونے کی بناء پر کیا جاسکتا ہے، بایں طور کہ ان علاقوں میں از روئے پیمائش باہم چوبیس فرسخ یا اس سے کم فاصلہ ہو، یاد رہے کہ ایک جگہ چاند نظر آجانے سے دور کے علاقہ والوں پر روزہ واجب نہیں ہوجاتا، کیونکہ ان میں باہم مطلع کا اختلاف ہوتا ہے۔

(ایک فرسخ 5 سے لیکر 5.5 کلومیٹر تک فاصلہ بنتا ہے۔ اس حساب سے چوبیس فرسخ کا فاصلہ 120 کلومیٹر یا 74.5 میل سے لیکر 132 کلومیٹر یا 82 میل تک کا فاصلہ بنتا ہے۔)

<u>رویئت ہلال کے بارے میں منجم کے قول پر اعتبار نہ کرنے کا بیان</u>

(رویئت ہلال کے بارے میں) منجم (ستارہ شناس/نجومی) کی بات قابل اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے حساب کی بناء پر لوگوں کو روزہ رکھنا واجب نہیں ہے، اور نہ اس پر روزہ واجب ہوتا ہے جو ان کے قول کی تائید کرے، کیونکہ شارع علیہ السلام نے روزہ کو مقرر علامتوں کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور وہ علامتیں ہلال (رمضان) کا نظر آنا یا ماہ شعبان کے تیس دن کا پورا ہوجانا ہے۔

منجموں (Astrologists) کا قول، خواہ کتنے ہی دقیق نظریات کی بناء پر ہو، تاہم اس میں قطعیت نہیں پائی جاتی، کیونکہ اکثر اوقات ان کی رائیں باہم مختلف ہوتی ہیں، اس بارے میں تین ائمہ کی یہی رائے ہے، البتہ شافعیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے:

شافعیہ کہتے ہیں کہ منجم کا قول اس کے اپنے حق میں اور اس کے حق میں جو اس قول کو تسلیم کرلے، مان لیا جائے گا، اس کے کہنے سے ''بقول راجح'' عوام الناس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔

چاند دیکھنے کی کوشش کرنے کا بیان

مسلمانوں پر یہ امر بطور فرض کفایہ عائد ہوتا ہے کہ شعبان اور رمضان کی انتیس تاریخ کو غروب آفتاب کے وقت چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے، تا کہ روزہ یا افطار کا معاملہ طے ہو جائے، اس مسلۂ میں حنابلہ کے سوا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ رویئت ہلال کے لیئے کوشش واجب نہیں ہے، بلکہ امر مستحب ہے۔ بظاہر دوسرے اصحاب کی رائے اس بارے میں قرین عقل ہے، کیونکہ ماہ رمضان کا روزہ ارکان دین میں سے ہے، جو چاند دیکھنے پر موقوف ہے۔ اب کیسے ممکن ہے، کہ چاند دیکھنے کی کوشش محض ایک امر مستحب قرار پائے۔

اگر ہلال (رمضان) دن کے اندر زوال سے پہلے یا اس کے بعد نظر آجائے، تو جس روز نظر آیا اس سے اگلے دن کا روزہ واجب ہے۔ بشرطیکہ اخیر ماہ شعبان میں ایسا ہو۔ اگر ماہ رمضان کے اخیر میں اس طرح ہلال نظر آجائے، تو اس سے اگلے روز افطار کر لینا واجب ہے، اس ہلال کو دیکھ کر اول الذکر صورت میں (نواقص صوم سے) باز رہنا اور ثانی الذکر صورت میں افطار کر لینا واجب نہیں ہے۔ یہ فیصلہ مالکیہ اور حنفیہ کا ہے، شافعیہ اور حنابلہ نے اس سے اختلاف کیا ہے:

شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ دن میں چاند نظر آنے کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا، مغرب کے بعد نظر آئے تب ہی وہ قابل لحاظ ہے۔

کیا روزے کے بارے میں حاکم کا فیصلہ ضروری ہے؟

ہلال کے ثابت ہونے اور اس کے بموجب روزہ واجب ہونے کے بارے میں حاکم کا فیصلہ ضروری نہیں ہے، البتہ اگر حاکم نے رویئت ہلال کا فیصلہ کسی طریقہ سے جو اس کے اپنے مسلک پر مبنی ہے، کر ہی دیا تو تمام مسلمانوں پر روزہ واجب ہوگا، اگر چہ بعض لوگوں کے مسلک کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ حاکم کے فیصلے کے بعد اختلاف دور ہو جاتا ہے، اس مسلۂ میں شافعیہ کے سوا سب کا اتفاق ہے:

شافعیہ کہتے ہیں کہ رویئت ہلال کا تحقق اور اس کے بموجب سب پر روزہ واجب ہونے کے لیئے حاکم کا فیصلہ ضروری ہے، پس جب حاکم فیصلہ کر دے تو تمام لوگوں پر روزہ واجب ہو جائے گا، اگر چہ اس کا فیصلہ ایک ہی معتبر شہادت کی بناء پر ہوا ہو۔

ماہ شوال کے متحقق ہونے کا بیان

ماہ شوال (عید) کا چاند نظر آجائے تو قدرتی طور پر شوال کا مہینہ ثابت ہو جائے گا، تحقق شوال کے قاعدوں کے بارے میں مسالک مختلفہ کی تفصیل نیچے درج ہے:

١. حنفیہ کہتے ہیں کہ شوال کا مہینہ دو معتبر مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے، بشرطیکہ بادل وغیرہ کے باعث مطلع صاف نہ ہو، اگر مطلع صاف ہو تو ضروری ہے کہ ایک مجمع کثیر نے چاند کو دیکھا ہو تب ہی چاند کا تحقق ہوگا اور ضروری ہے کہ جو شخص چاند (دیکھنے) کی شہادت دے وہ الفاظ ''اشھد'' سے دے (یعنی یہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں)۔

٢. مالکیہ کہتے ہیں کہ عید کے چاند کا ثبوت دو معتبر آدمیوں یا ایک جماعت مستفیضہ کے دیکھنے سے ہوتا ہے، جماعت مستفیضہ سے مراد مجمع کثیر ہے کہ تمام لوگوں کا ایک جھوٹی بات پر متفق ہو جانا ممکن نہ ہو اور ان کے بتانے سے (رویئت ہلال کا) علم ہوا ہو، اس باب میں (شہادت دینے والوں کا) نہ آزاد ہونا

شرط ہے اور نہ مرد ہونا جیسا کہ ماہ رمضان کی رویئت ہلال کے بارے میں اوپر بیان کیا گیا۔

۳. شافعیہ کہتے ہیں کہ ماہ شوال کے ثبوت میں ایک ہی آدمی کی شہادت کافی ہے، کیونکہ شوال کا مسلۂ بھی بقول راجح رمضان کی مانند ہے، چاند کی گواہی دینے والے پر لازم ہے کہ وہ (گواہی میں) یہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کیونکہ شہادت کے لفظ کا استعمال مالکیہ کو چھوڑ کر باقی تین اماموں کے نزدیک متفقہ طور پر ضروری ہے۔

۴. حنابلہ کہتے ہیں کہ ماہ شوال کے ثبوت میں دو معتبر آدمیوں کی شہادت کے بغیر جو لفظ شہادت کا استعمال کر کے گواہی دیں گواہی تسلیم نہ کی جائے گی۔

اگر ماہ شوال کا ہلال نظر نہ آئے تو ماہ رمضان کے تیس دن کا پورا کرنا واجب ہے، اب اگر ماہ رمضان کے تیس دن پورے ہو جائیں اور ہلال عید نظر نہ آئے تو دیکھنا چاہیئے کہ مطلع صاف ہے یا نہیں، اگر صاف ہے تو اس رات کی صبح کو افطار کرنا حلال نہیں ہے، بلکہ اگلے روز کا روزہ واجب ہے اور رویئت ہلال کی شہادت (اگر کوئی ہوئی تو) رد کر دیا جائے گا، اگر مطلع ناصاف تھا تو اگلے روز کی صبح کو افطار کرنا واجب ہے، حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک اس کو شوال کا دن سمجھا جائے گا۔ شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کا مسلک ملاحظہ ہو:

۱. شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر لوگوں نے ''ایک'' معتبر شخص (کی شہادت) کی بناء پر روزہ رکھا اور رمضان کے تیس دن پورے ہو گئے تو صحیح ترین قول یہ ہے کہ سب کو افطار کر لینا واجب ہے، قطع نظر اس کے کہ مطلع صاف ہو یا نہ ہو۔

۲. حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر دو معتبر آدمیوں کی شہادت پر رمضان کے روزے رکھے گئے اور رمضان کے تیس دن پورے ہو گئے اور اکتیسویں کی شب کو ہلال نظر نہ آیا تو سب پر قطعاً واجب ہے کہ روزہ کھول لیں، لیکن اگر ایک ہی معتبر شخص کی گواہی پر ماہ رمضان کے روزے شروع ہوئے یا بادل وغیرہ کے باعث شعبان کا مہینہ انتیس دن کا قرار دیا گیا تھا تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ اکتیسویں تاریخ کو بھی روزہ رکھا جائے۔

یوم الشک کی تعریف

۱. حنفیہ کہتے ہیں کہ ''یوم الشک'' سے مراد شعبان کا آخری دن (تیس تاریخ) ہے جس کے متعلق رمضان کی پہلی تاریخ ہونے کا احتمال ہو، بایں طور کہ ۲۹ شعبان کو آسمان پر دھند وغیرہ ہونے کے باعث ہلال رمضان نظر نہیں آیا تو اس سے اگلے دن کی بابت یہ احتمال رہا کہ آیا یہ دن (فی الواقع) شعبان کا ہے یا رمضان کا۔ ایک شبہ کی صورت یہ بھی ہے کہ قاضی نے شاہد کی شہادت کو رد کر دیا ہو یا یوں شک پیدا ہوا ہو کہ لوگ چاند دیکھنے کی بابت چرچا کر رہے ہوں، لیکن (شرعی دلائل سے) ثابت نہ ہوا ہو۔

۲. شافعیہ کہتے ہیں کہ ''یوم الشک'' شعبان کی تیسویں تاریخ ہے جس کی شب میں لوگ رویئت ہلال کا چرچا کر رہے ہوں، لیکن شہادت کسی نے نہ دی ہو، یا ایسے شخص نے شہادت دی ہو جس کی بات قابل اعتبار نہیں، مثلاً عورت یا بچہ تو اس دن روزہ رکھنا حرام ہے، قطع نظر اس سے کہ اس سے پہلے دن غروب کے وقت مطلع صاف رہا ہو یا ابر آلود رہا ہو۔ اس صورت میں امام احمدؒ کی مخالفت کا کچھ خیال نہ کیا جائے گا جو کہتے ہیں کہ اس دن روزہ واجب ہے، یہ اس لیئے کہ جب کسی معاملہ میں حدیث کی مخالفت کا خیال نظر انداز کر دینا چاہیئے، جیسا کہ اس باب میں یہ روایت موجود ہے کہ ''اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لیا کرو''۔

اگر لوگوں میں رویئت ہلال کا چرچا نہ ہو تو اس روز کو قطعی طور پر شعبان کا دن تصور کر لیا جائے۔ البتہ اگر کوئی ایک شخص معتبر بھی شہادت دیدے تو وہ

قطعاً رمضان کا دن ہوگا۔

۳. مالکیہ نے یوم الشک کی دو تعریفیں کی ہیں: ایک تو یہ ہے کہ یوم الشک شعبان کی تیسویں تاریخ ہے جب کہ رات کو کسی ایسے شخص نے رویئت ہلال کی خبر اڑادی ہو جس کی شہادت قبول نہیں کی جاتی، جیسے فاسق ہو یا غلام یا عورت۔

دوسری تعریف یہ ہے کہ ''یوم الشک'' شعبان کی تیسویں تاریخ ہے جب کہ اس کی رات کو مطلع ابر آلود رہا ہو، جس کے باعث ہلال رمضان نظر نہیں آیا۔ یوم الشک کی یہی تعریف مشہور ہے۔

۴. حنابلہ کہتے ہیں کہ ''یوم الشک'' شعبان کی تیسویں تاریخ ہے جب کہ رات کو مطلع صاف ہونے اور کوئی خرابی نہ ہونے کے باوجود ہلال رمضان نظر نہ آیا ہو۔

(تمام فقہی مسائل کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ از عبدالرحمٰن الجزیری، ترجمہ منظور احسن عباسی، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، ص676 تا685 سے پیش کئے گئے۔ جزاک اللہ خیر)

<u>لفظ رویئت کے معنی</u>

لفظ رویئت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے، جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہیں اس کے سوا اگر کسی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت نہیں مجاز ہے، اس لیئے حاصل اس ارشاد نبوی ﷺ کا یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ مدار احکام چاند کا افق پر وجود نہیں بلکہ رویئت ہے، اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ سے قابل رویئت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ (رویئت ہلال از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، ص8)

سائنسی معلومات

محاق یا اُوماس(Conjunction): محاق کو چاند کی پیدائش (birth) بھی کہا جاتا ہے، یہ وہ حالت ہے جب چاند، زمین اور سورج کے درمیان آجائے، چاند عموماً زمین اور سورج سے شمال یا جنوب کی جانب ہوتا ہے، مگر جب یہ تینوں ایک ہی لائن یا ایک ہی سیدھ میں آجائیں، یعنی جب زمین کا چاند اور سورج کے ساتھ کوئی ڈگری نہ بن رہا ہو تو اُس حالت کو محاق یا چاند کی پیدائش کہا جاتا ہے، اس حالت میں چاند بالکل نظر نہیں آسکتا، آنکھ کے ذریعے سے اور نہ آلات کے ذریعے۔

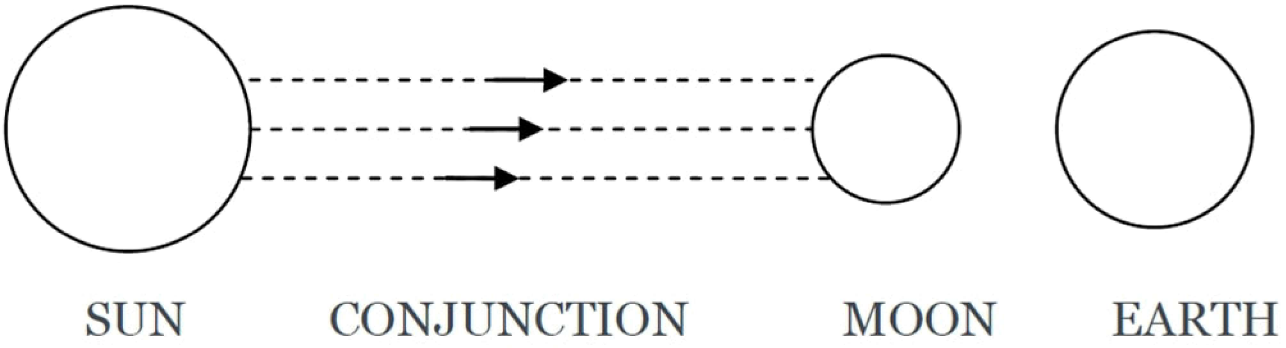

چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہے، جب سورج کی شعاعیں چاند کی سطح پر پڑتی ہیں تو منعکس ہو کر زمین تک پہنچتی ہیں تبھی ہمیں چاند نظر آتا ہے، جب بھی چاند زمین اور سورج کے درمیان ایسی پوزیشن پر ہو کہ سورج کی روشنی چاند کی سطح سے منعکس ہو کر زمین تک نہ پہنچ رہی ہوں تو چاند ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ چاند کی اس حالت کو محاق یا اُوماس یا چاند کی پیدائش کہا جاتا ہے۔

چاند کے ایک محاق سے دوسرے محاق تک کا درمیانی وقفہ 29 دن اور کچھ گھنٹوں (7 گھنٹوں سے لے کر 19 گھنٹوں تک) کا ہے، محاق سے کم از کم 12 گھنٹے پہلے اور 12 گھنٹے بعد اور زیادہ سے زیادہ 15 سے 17 گھنٹے پہلے اور بعد میں چاند نظر نہیں آتا یعنی کم از کم 24 اور زیادہ سے زیادہ 35 گھنٹوں کے لیئے چاند غائب رہتا ہے، چاند کے بڑے منازل (phases) چار ہیں، یعنی محاق، قمر (آدھا چاند، پہلی سہ ماہی)، پورا چاند (بدر کامل) اور مشارکۃ القمر (آدھا چاند، تیسری سہ ماہی)۔ اس کے علاوہ چار منازل اور بھی ہیں، ہلال (نیا چاند)، اُحدب الصبح (10 دنوں کا چاند)، اتینع الاحدب (17 دنوں کا چاند) اتینع القمر (آخری صبح دکھائی دینے والا چاند)۔ یہ کل آٹھ بڑے منازل ہو گئے۔ چاند کے کل ملا کے اٹھائیس (۲۸) منازل (phases) ہیں یعنی ہر دن کے حساب سے ایک منزل، چاند ہر چوبیس گھنٹوں میں ایک منزل طے کرتا ہے، اٹھائیسوی منزل کے آخر پر چاند غائب ہو جاتا ہے۔

چاند کے 28 منازل ہیں۔ ہر منزل کی روشنی پہلے والے منزل کی روشنی سے مختلف ہوتی ہے۔ اور ہر مہینے کی روشنی کی اپنی فضیلت ہے۔ جیسے شعبان ورمضان کے مہینوں کی اپنی فضیلت ہے، حج کے مہینوں (یعنی شوال، ذوالقعد اور ذوالحجہ) کی اپنی فضیلت ہے۔ ہر مہینے کی فضیلت دوسرے سے اس لیئے مختلف ہے کہ چاند کی روشنی ہر مہینے میں پہلے سے مختلف ہوتی ہے۔ چاند کے منزلوں کے نام یہ ہیں:

نمبرشمار	منزل کا نام (عربی)	منزل کا نام (ہندی)	خصوصیت
۱۔	شرطين	اشونی	
۲۔	بطين	بھرنی	
۳۔	ثريا	کرتکا	پیداوار
۴۔	دبران	رومنی	
۵۔	هقعة	مرگشیر	
۶۔	هنعة	اردر	
۷۔	ذراع	پونربس	علاجِ امراض
۸۔	نثرة	پوش	فساد
۹۔	طرفة	استلیش	خراب اثرات
۱۰۔	جبهة	مگ	
۱۱۔	زهره	پوربا پلکنی	
۱۲۔	صرفة (الغرفة)	اُترا پلگنی	
۱۳۔	عوّاء	ہست	سمندروں میں مدوجزر
۱۴۔	سماك	چیترا	
۱۵۔	غفر	سواتِ	

۱۶۔	زبانیی (الزبانا)	بشاک	
۱۷۔	اکلیل	انرادبا	
۱۸۔	قلب	جیرت	
۱۹۔	شولة	مول	
۲۰۔	نعائم	پورباشا	
۲۱۔	بلدة	اُتراشار	
۲۲۔	سعد الذابح	ابھج	
۲۳۔	سعد البلع	اشربن	
۲۴۔	سعد السعود	دھنشت	
۲۵۔	سعد الاخبية	شدبش	
۲۶۔	فرع المقدم (مقدم الدلو)	پورباپترپت	ذکرواذکار کے لیئے بہتر ہے
۲۷۔	فرع المؤخر (مؤخر الدلو)	اُتراپترپت	روحانی فوائد
۲۸۔	الرشا (بطن الحوت)	ریوتی	نیک کام،علم وغیرہ

چاند جب تیسرے اور چوتھے منزل میں ہوتا ہے تو اس میں پیداوار بڑھتا ہے۔ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں منزل میں ہو تو سمندر کے پانی میں مدوجذر پیدا ہوتا ہے۔اسی وجہ سے مچھیرے ان راتوں میں کشتیوں کو پانی میں نہیں ڈالتے۔انہی دنوں میں نبی پاک ﷺ روزے رکھتے تھے۔اور جب رمضان کے روزوں کا حکم آیا تو مذکورہ روزے منسوخ ہوگئے۔ان راتوں میں بیماریوں کو دفع کرنے جیسے فائدے ہیں۔اور مہینے کے آخری راتوں یعنی 26، 27اور 28ویں منزلوں میں رات کا آخری پہر میں ذکرواذکار کرنے سے بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔شر کو دفع کرنے اور روحانی ترقی کے لیئے یہ راتیں اہم ہیں۔جیسے سورہ آل عمران آیت نمبر 17 میں ذکر ہے: **الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ** : ''(یہی لوگ ہیں) ثابت قدم رہنے والے،قول وفعل کے سچے،فرمانبردار، (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور مغفرت طلب کرنے والے رات کی

آخری گھڑیوں میں''۔اس آیت مبارکہ میں سحر کے وقت استغفار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔اسی طرح سحری بھی اسی وقت کھائی جاتی ہے،جس میں برکت ہوتی ہے۔

کتاب الہند میں لکھا ہے کہ''آفتاب (سورج) کا جسم ماہتاب (چاند) کے جسم سے بہت بڑا ہے اس لیئے ماہتاب (چاند) کے جسم کا جو حصہ آفتاب (سورج) کے سامنے ہوتا ہے وہ اُس کے نصف حصہ سے ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے۔چونکہ ماہتاب (چاند) ہر وقت حرکت میں ہے اس لیئے چاہیئے تو یہ تھا کہ ہلال کی حالت سے بڑھتے بڑھتے بدر (یعنی پورا چاند) ہوکر فوراً اس کے روشن حصہ میں کمی شروع ہوجاتی۔لیکن اُسکا روشن حصہ چونکہ نصف جسم سے زیادہ ہے اس لیئے بدریت کے زائل ہونے میں کچھ دیر لگتی ہے۔اور بدر ہونے کے بعد بدریت تھوڑی دیر قائم رہتی ہے۔زمانہ حال کی تحقیقات اور مشاہدہ کے مطابق ماہتاب (چاند) میں دو حرکتیں ہیں۔ایک اُس کے جسم کی حرکت اُس کے محور پر اور اُس کی ماہانہ حرکت زمین کے اطراف اور دونوں حرکتیں یکساں طور پر ایک قمری مہینے میں ختم ہوتی ہیں۔اس لیئے ماہتاب (چاند) کا جو حصہ آفتاب (سورج) کی جانب ہے دائماً وہی حصہ اُس کی جانب رہتا ہے۔اور جو حصہ زمین کی جانب ہے وہ بھی دائماً زمین ہی کی جانب رہتا ہے۔اور وہ جیسے جیسے زمین کی اطراف چکر لگاتا ہے۔ویسے ویسے ہلال کی حالت سے بڑھتے بڑھتے بدر اور پھر گھٹتے گھٹتے محاق تک پہنچ کر اس کے بعد ہلال کی حالت پر عود کرتا ہے۔چونکہ زمین بھی ماہتاب (چاند) سے جسامت میں بڑی ہے اس لیئے زمین کے اعتبار سے بھی ماہتاب کا نصف سے زیادہ روشن حصہ زمین کی جانب ہوتا ہے۔اور بدریت آناً فاناً زائل نہیں ہوجاتی، بلکہ کچھ لمحہ کے لیئے باقی رہتی ہے''۔ (کتاب الہند از البیرونی، ترجمہ سید اصغر علی، صفحہ 310و311)

اُنتیسویں منزل کے خاتمے پر چاند نظر آنے کے کچھ امکانات ہوتے ہیں، یہ امکانات کتنے ہوتے ہیں، آیئے فلکیاتی سائنس کی روشنی میں اُس کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ چاند آخری بار مشرقی اُفق پر سورج طلوع ہونے سے پہلے نظر آتا ہے، پھر کم از کم 24 گھنٹوں کے بعد مغربی اُفق پر سورج غروب ہونے کے بعد نظر آتا ہے۔

۲۔ چاند کو محاق والے دن بھی مشرقی افق پر سورج طلوع ہونے سے پہلے دیکھا جاسکتا ہے اگر محاق یونیورسل ٹائم کے مطابق 18:00 (چھ بجے) یعنی پاکستانی ٹائم کے مطابق رات 1100 بجے کے بعد وقوع پذیر ہو۔

۳۔ محاق کے بعد کے ٹائم کو چاند کی عمر (age) کہا جاتا ہے لیکن چاند نظر آنے کے لیئے عمر معیار نہیں ہے، ہاں البتہ چاند کے عمر سے چاند دیکھنے کے امکانات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔چاند چونکہ زمین کے گرد اپنے مدار (orbit) میں گھومتا ہے، تو کبھی چاند زمین کے نزدیک آجاتا ہے، اور کبھی دور ہوجاتا ہے، نزدیک آنے کی صورت میں چاند کی حرکت تیز ہوتی ہے اور کم عمر میں بآسانی نظر آجاتی ہے لیکن حرکت آہستہ ہونے کی صورت میں زیادہ عمر میں نظر آتا ہے۔

۴۔ چاند نظر آنے کے لیئے اہم چیز چاند کی سورج سے دوری ہے۔ چاند نظر آنے کے لیئے (ٹیلی سکوپ کے ذریعے) چاند کا سورج سے کم از کم 7.5 ڈگری کی دوری لازمی ہے۔جیسے جیسے یہ دوری بڑھتی جاتی ہے، چاند نظر آنے کے امکانات بھی بڑھتے جاتے ہیں۔عام طور پر 8.5 ڈگری سے پہلے آنکھ کے ذریعے چاند نظر آنے کے امکانات انتہائی کم ہوتے ہیں۔اسی طرح 13 گھنٹوں سے کم عمر کے چاند کے نظر آنے کے امکانات بھی کم ہوتے ہیں۔

۵۔ اگر کبھی چاند 15 گھنٹے کی عمر میں آنکھ کے ذریعے اور 13.4 گھنٹے کی عمر میں آلات کے ذریعے نظر آ بھی جائے، تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چاند ہر مہینے اسی عمر میں ہی نظر آئے گا۔اسی طرح کبھی کبھار چاند تب نظر آتا ہے جب اس کی عمر 23 گھنٹے ہوجائے، لیکن اس کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں ہے

کہ چاند ہر مرتبہ 23 گھنٹے کی عمر میں ہی نظر آئے گا۔

۶۔ ڈینجن ایفیکٹ (Danjon Effect) کی رو سے 7 ڈگری زاویائی دوری پر سورج کی روشنی چاند سے منعکس ہوکر زمین تک نہیں پہنچ پاتی، اس کی وجہ چاند کے سطح پر موجود پہاڑ ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ 7 ڈگری زاویائی دوری پر چاند کا نظر آنا ممکن نہیں ہوتا۔ 7.2 ڈگری سے لیکر 8.5 ڈگری کے درمیانی عرصہ میں چاند کی روشنی اُفق پر موجود سورج کی روشنی سے کم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے چاند نظر آنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ 7.5 ڈگری دوری پر دوربین سے چاند کا نظر آنا بھی مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔

۷۔ ہر مہینے کا دورانیہ 29 دن اور 5 گھنٹوں سے لیکر 29 دن اور 20 گھنٹوں تک کا ہوتا ہے یعنی اوسطاً مہینہ 29 دن 12 گھنٹوں 44 منٹ اور 3 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔

۸۔ بعض اوقات پہلے دن کا چاند بھی بہت بڑا نظر آتا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ چاند کی پیدائش کے بعد سورج کے غروب ہونے تک چاند کی عمر کم ہونے کی وجہ سے اُس دن چاند نظر نہیں آتا، اگلے دن اُس کی عمر 30 گھنٹوں سے زیادہ کی ہوجاتی ہے، اس وجہ سے چاند بڑا نظر آتا ہے۔

۹۔ اگر سورج غروب ہونے کے بعد چاند 20 سے 25 منٹ تک افق پر رہے تو اس کا نظر آنا مشکل ہوتا ہے، لیکن اگر چاند سورج غروب ہونے کے بعد تقریباً 38 منٹ تک افق پر موجود رہے تو پھر چاند نظر آنے کے امکانات کافی زیادہ ہوتے ہیں۔

۱۰۔ چاند نظر آنے کے لیئے فضا کا صاف ہونا (مطلع صاف ہونا) لازمی ہے، گرد وغبار اور آبی بخارات کی وجہ سے چاند کا نظر آنا ناممکن ہوجاتا ہے، شہری علاقوں اور جہاں پر کارخانے وغیرہ زیادہ ہوں وہاں دھویں اور گرد غبار کی وجہ سے پہلے دن کے چاند کا نظر آنا مشکل ہوتا ہے، دیہی علاقوں یا پہاڑی علاقوں میں چاند بآسانی دکھائی دیتا ہے۔

۱۱۔ 22 ستمبر سے 21 مارچ تک چاند نصف کرہ جنوبی (Southern Hemisphere) میں ہوتا ہے اور 22 مارچ سے 21 ستمبر تک چاند نصف کرہ شمالی (Northern Hemisphere) میں ہوتا ہے، پاکستان چونکہ نصف کرہ جنوبی میں واقع ہے اس وجہ سے جب چاند نصف کرہ جنوبی میں ہوگا تو بآسانی اور کم عمر میں نظر آئے گا اور جب چاند نصف کرہ شمالی میں ہوگا تو کم عمر میں نظر نہیں آئے گا۔

۱۲۔ چاند نظر آنے کے بارے میں یہ تو ممکن ہے کہ مشرق میں واقع ملک میں نظر نہ آئے اور مغرب میں واقع ملک میں نظر آجائے، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ مشرق میں چاند نظر آجائے اور مغرب میں نظر نہ آئے (اگر مطلع صاف ہو)۔

۱۳۔ چاند کی سورج سے زاویائی دوری (Angular Separation) کا دارومدار چاند کی زمین کے گرد گردش پر ہے، اگر چاند زمین کے گرد نزدیک ترین پوائنٹ پر ہو تو 7 ڈگری دوری کے لیئے تقریباً 8.5 گھنٹے لگتے ہیں لیکن اگر چاند زمین سے انتہائی دوری پر ہو تو پھر تقریباً 15 گھنٹے لگتے ہیں۔

۱۴۔ Best Time for Sighting= sunset + 4/9 x (moonset - sunset)

۱۵۔ چاند کا زمین سے کم سے کم فاصلہ 238,855 میل یا 384,400 کلومیٹر ہے اور زیادہ سے زیادہ فاصلہ 252,688 میل یا 406,662 کلومیٹر ہے۔

۱۶۔ نیا مہینہ شروع کرنے کے لیئے چار شرائط کا ہونا لازم ہے:

(۱) سورج غروب ہونے سے پہلے محاق واقع ہوا ہو۔

(۲) چاند (ہلال) کا سورج کے بعد غروب ہونا لازم ہے۔

(۳) سورج کے غروب کے وقت چاند کی افق سے اونچائی کم از کم 5 ڈگری ہو۔

(۴) سورج اور چاند کی زاویائی دوری کم از کم 8 ڈگری ہو۔

۱۷۔ نصف النہار پر سے گزرتے ہوئے چاند روزانہ کم و بیش 51 منٹ پیچھے چلا جاتا ہے یعنی اگر آج چاند کا نصف النہار پر گزر 10 بجے ہے، تو کل 10 بج کر 51 منٹ پر ہوگا۔ لیکن طلوع اور غروب میں 51 منٹ سے کمی و بیشی ہو سکتی ہے، اور اس کی وجہ چاند کا افق پر ترچھا واقع ہونا ہے، اگر چاند افق پر عموداً واقع ہوتا تو پھر روزانہ 51 منٹ کا ہی فرق پڑتا۔

۱۸۔ زمین کی اپنے مدار میں حرکت مغرب سے مشرق کی جانب ہے، اسی طرح چاند کی حرکت بھی اپنے مدار میں مغرب سے مشرق ہی کی طرف ہے۔

۱۹۔ سعودی عرب میں 'اُم القریٰ' نام کے کیلنڈر کا رواج ہے جو صرف سول استعمال کے لیئے ہے، اس کیلنڈر کی بنیاد چاند کی پیدائش اور چاند کا سورج کے بعد غروب پر ہے۔ مذہبی استعمال کے لیئے 29 شعبان اور 29 رمضان کو کیلنڈر استعمال نہیں ہوتا بلکہ چاند دیکھا جاتا ہے۔ اگر چاند نظر آ گیا تو ٹھیک نہیں تو 30 واں دن پورا کرنے کے بعد روزہ رکھا جاتا ہے یا عید منائی جاتی ہے۔

۲۰۔ فقہ کونسل آف شمالی امریکہ (FCNA) فلکی حسابات (Astronomical Calculations) کی مدد سے سال کے اہم تاریخوں کا اعلان کرتے ہیں۔ اس کونسل میں امریکہ اور کینیڈا کے سکالرز شامل ہیں۔ ان میں مشہور عالم ڈاکٹر جمال بداوی صاحب بھی شامل ہے۔

۲۱۔ یوریپین کونسل برائے فتویٰ اور تحقیق (European Council for Fatwa and Research) کے مطابق یوریپین کونسل برائے فتویٰ و تحقیق (ECFR) ڈبلن (آئرلینڈ) میں قائم ہے۔ چاند کی روئیت سے متعلق انہوں نے ایک کیلینڈر بنایا ہے جس کے لیئے معیار یہ مقرر کیا گیا ہے کہ نیا مہینہ شروع کرنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ چاند کی پیدائش کے بعد چاند کی سورج سے زاویائی دوری (elongation) 8 ڈگری ہو، اُفق سے اونچائی (altitude) کم از کم 5 ڈگری ہو، اور غروب سورج کے بعد ہو۔ اس کونسل کے سربراہ عالم اسلام کے مشہور عالم جناب ڈاکٹر یوسف القرضاوی صاحب (مصر) ہیں۔

۲۲۔ <u>ایک غلط فہمی کا ازالہ</u>: ایک علاقے کا چاند دوسرے علاقے کے لیئے قابل قبول سمجھی جائے گی یا نہیں، اس سے متعلق دو رائے ہیں، ایک کو ''اتحاد المطالع'' کہا جاتا ہے اور دوسرے کو ''اختلاف المطالع'' کہا جاتا ہے۔ ''اتحاد المطالع'' پر عمل کرنے والے حضرات دلیل میں جو حدیث شریف پیش کرتے ہے، حدیث شریف یہ ہے:

حضرت کریبؒ (تابعی) فرماتے ہیں کہ مجھے سیدہ اُم الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے سیدنا معاویہؓ کی طرف شام میں بھیجا، انہوں نے کہا کہ میں شام گیا اور ان کا کام نکال دیا اور میں نے شام میں جمعہ کی شب کو رمضان کا چاند دیکھا، پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا، اور سیدنا ابن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا پھر چاند کا ذکر کیا، انہوں نے کہا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا جمعہ کی شب کو، انہوں نے کہا تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے

بھی دیکھا، اور سیدنا معاویہؓ نے اور دوسرے لوگوں نے بھی روزہ رکھا، تو سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے۔ تو میں نے کہا، آپؓ کافی نہیں جانتے (لاتكتفي) سیدنا معاویہؓ کے رویئت کو اور روزہ رکھنے کو؟ آپؓ نے فرمایا نہیں، ایسا ہی حکم کیا ہے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے۔ یحیٰ بن یحیٰ کو شک ہے کہ "نكتفي" کہا یا "تكتفي"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 2528)

اُن کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ مدینہ میں حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کریبؓ کی یہ بات قبول نہیں کی تھی کہ اُنھوں نے ملک شام میں رمضان کا چاند خود دیکھا ہے اور تیس روزے پورے کر چکے ہیں اور نہ ہی حضرت معاویہؓ کی رویئت کو قبول کی، اس وجہ سے ایک علاقے کی رویئت دوسرے علاقے کے لیئے قابل قبول نہیں ہے، میرے نزدیک اس حدیث سے یہ دلیل لینا کہ ایک علاقے کی رویئت دوسرے علاقے کے لیئے قابل قبول نہیں ہے، غلط ہے، اس حدیث شریف سے فقہاء نے یہ دلیل کبھی نہیں لی ہے، فقہاء کے نزدیک رمضان کی رویئت اور شوال کی رویئت میں تھوڑا سا فرق ہے، وہ فرق یہ ہے:

ا۔ <u>رویئت رمضان</u>: ماہ رمضان کا تحقق دو طرح سے ہوتا ہے: اول ماہ رمضان کے چاند کا نظر آنا، جبکہ مطلع صاف ہو اور بادل، دھند یا غبار چاند دیکھنے سے مانع نہ ہو۔ دوم یہ کہ ماہ شعبان کے تیس دن پورے ہو جائیں، یہ اس صورت میں جبکہ مطلع متذکرہ بالا رکاوٹوں سے خالی نہ ہو، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے، "چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ توڑو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو"۔

ب۔ <u>رویئت شوال</u>: اگر ماہ شوال کا ہلال نظر نہ آئے تو ماہ رمضان کے تیس دن کا پورا کرنا واجب ہے، اب اگر ماہ رمضان کے تیس دن پورے ہو جائیں اور ہلال عید نظر نہ آئے تو دیکھنا چاہیئے کہ مطلع صاف ہے یا نہیں، اگر صاف ہے تو اس رات کی صبح کو افطار کرنا حلال نہیں ہے، بلکہ اگلے روز کا روزہ واجب ہے اور رویئت ہلال کی شہادت (اگر کوئی ہوئی تو) رد کر دیا جائے گا، اگر مطلع نا صاف تھا تو اگلے روز کی صبح کو افطار کرنا واجب ہے، حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک اس کو شوال کا دن سمجھا جائے گا۔ شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کا مسلک ملاحظہ ہو:

(۱) شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر لوگوں نے "ایک" معتبر شخص (کی شہادت) کی بناء پر روزہ رکھا اور رمضان کے تیس دن پورے ہو گئے تو صحیح ترین قول یہ ہے کہ سب کو افطار کر لینا واجب ہے، قطع نظر اس کے کہ مطلع صاف ہو یا نہ ہو۔

(۲) حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر دو معتبر آدمیوں کی شہادت پر رمضان کے روزے رکھے گئے اور رمضان کے تیس دن پورے ہو گئے اور اکتیسویں کی شب کو ہلال نظر نہ آیا تو سب پر قطعاً واجب ہے کہ روزہ کھول لیں، لیکن اگر ایک ہی معتبر شخص کی گواہی پر ماہ رمضان کے روزے شروع ہوئے یا بادل وغیرہ کے باعث شعبان کا مہینہ انتیس دن کا قرار دیا گیا تھا تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ اکتیسویں تاریخ کو بھی روزہ رکھا جائے۔

اب بات واضح ہے کہ رمضان اور شوال کی رویئت میں وہ تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ رمضان کا چاند اگر انتیسویں شعبان کو نظر نہ آئے تو شعبان کی تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کیا جاتا ہے، جبکہ شوال کے رویئت کے لیئے تیسویں رمضان کو بھی چاند دیکھنا لازم ہے اگر مطلع صاف ہوا، اور چاند نظر آ گیا تو ٹھیک، نہیں تو اکتیسویں دن بھی روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اب حضرت ابن عباسؓ اور حضرت کریبؓ والی حدیث پر ایک نظر پھر ڈال لیجیئے۔ اس سے واضح یہ ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا موقف چاند دیکھنے یا 30 روزے پورے کرنے کا ہے جبکہ حضرت کریبؓ کو اس بات پر حیرانی ہو رہی ہے کہ اب چاند دیکھنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ گنتی پوری کر کے عید کرنی چاہیئے۔

پاکستان اور دنیا کے وہ ممالک، جہاں چاند دیکھنے کے لیئے کمیٹیاں کام کر رہی ہیں، 29 رمضان کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں اعلان کر دیتے ہیں کہ یکم شوال فلاں تاریخ کو ہوگا اور عید تیس روزے پورے کرنے کے بعد منائی جائے گی۔ کبھی بھی تیس رمضان کو چاند دیکھنے کی کوشش نہیں کی گئی، غور طلب

بات ہے۔

اب رہی یہ بات کہ ایک علاقے کی رویئت دوسرے علاقے کے لیئے قابل قبول ہے یا نہیں، تو اس سلسلے میں ایک حدیث شریف اور فقہاء کی رائے پیش خدمت ہے:

<u>حدیث شریف:</u> ربعی بن حراش ایک صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے رمضان کی تیس کو روزے کی حالت میں صبح کی، اتنے میں دو بدو آئے اور اُنھوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا تھا، اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسی وقت روزہ افطار کرنے کا حکم دے دیا۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 3694، صحیح)

<u>فقہاء کی رائے:</u> اگر چاند کا دیکھا جانا مختلف علاقوں میں سے کسی ایک علاقہ میں ثابت ہو جائے تو تمام علاقوں پر روزہ واجب ہو جائے گا، خواہ وہ علاقہ پاس کا ہو یا دور کا، بشرطیکہ روزہ واجب کرنے والے ذرائع سے رویئت ہلال کا ثبوت بہم پہنچ جائے، اس بارے میں مطلعوں کے مختلف ہونے کا کوئی لحاظ نہ ہوگا، تین اماموں کا بھی یہی خیال ہے، البتہ شافعیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ از عبدالرحمٰن الجزیری، ترجمہ منظور احسن عباسی، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، ص 680)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ 'اتحاد المطالع' (رویئت وحدہ یا International Sighting) اس لیئے بھی ناممکن ہے، کہ دور کے علاقوں میں ایک دن روزہ یا عید نہیں ہوسکتی، مثلاً اگر پوری دنیا میں صرف امریکی ریاست ہوائی (Hawaii) میں چاند دیکھنا ممکن ہو اور شعبان کی انتیس کو چاند نظر آجائے تو اگر ہوائی (Hawaii) میں اس وقت شام کے چھ بجے ہو تو اس وقت ٹوکیو (جاپان) میں دن کا ایک بج رہا ہوگا، تو یہ کیسے ممکن ہے، وہاں بھی رمضان شروع ہو جائے، بات تو یہاں تک ٹھیک ہے کہ ان کا روزہ اگلے دن سے ہی شروع ہوگا لیکن اس بات کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ مختلف علاقوں کی رویئت دوسرے علاقوں کے لیئے قابل قبول نہیں ہوسکتی، غلط ہے، جاپان والوں کے لیئے اگلے دن روزہ شروع کرنے کے اور وجوہات ہوسکتی ہیں، مثلاً

۱۔ رمضان کے رویئت کے پہنچنے کے ذرائع کیا ہے؟ آیا اُن ذرائع پر اُن کو اعتماد ہے یا نہیں؟

۲۔ روزے کے لیئے نیت لازمی ہے، اور نیت نصف النہار سے پہلے کی صحیح ہے بعد کی نہیں۔

۳۔ وہ دن جاپان والوں کے لیئے ''یوم الشک'' ہوگا، اس لیئے اُن کے لیئے صرف (اگر رویئت ہلال ثابت ہو جائے تو) نواقص صیام سے بچنا لازم ٹھہرے گا اور اس روزے کی قضا واجب ہوگی، وغیرہ وغیرہ۔

نزدیک کے علاقوں (ممالک) کے لیئے جہاں صرف تین سے چار گھنٹوں کا فرق ہے، یہ فارمولا اپلائی کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان علاقوں (یعنی ممالک) میں ایک ہی رویئت، اگر ممکنہ ذرائعوں سے ثابت ہو جائے تو ایک ہی دن روزہ رکھنا اور عید کرنا چاہیئے، اور یہ ممکن بھی ہے، اور ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

یہ بات صحیح ہے کہ مشرق کی بجائے مغرب میں چاند بآسانی دیکھائی دیتا ہے، اور اس کی وجہ چاند کی عمر ہے، مثال کے طور پر اگر پاکستان میں شام 6 بجے سورج غروب کا ٹائم ہے اور پاکستان میں چاند نظر نہ آئے اور تین گھنٹوں کے بعد مصر میں چاند نظر آجائے، تو اس وقت پاکستان میں رات کے 9 بج چکے ہوں گے، میرے خیال میں اُس وقت معلوم ذرائعوں سے مصر سے رویئت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، مشرق وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ ہمارا وقت کا

فرق کم وبیش 2 گھنٹے ہے، دوگھنٹوں کے بعد کسی ملک سے رویئت پہنچنے میں کوئی مشکل نہیں ہونی چاہیئے۔

اگر 'اتحاد المطالع' یعنی رویئت وحدہ ممکن نہیں ہے، جیسا کہ 'اختلاف المطالع Local Sighting' پر یقین رکھنے والے کہتے ہیں تو پھر ان کی بات بھی توفٹ نہیں بیٹھتی۔مثلاً مطلع کی تعریف کے مطابق دوعلاقوں کا درمیانی فاصلہ 24 فرسخ ہونا چاہیئے، ایک فرسخ برابر ہے 5.5 کلومیٹر اور 24 فرسخ برابر ہے 132 کلومیٹر کے، اب پشاور سے کراچی کا فاصلہ کم وبیش 1596 کلومیٹر ہے۔اس حساب سے پشاور سے کراچی تک 12 مطالع بنتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں کم ازکم 12 رویئت ہلال کمیٹیاں ہونی چاہیئے، کراچی کو اسلام آباد کی رویئت قبول نہیں کرنا چاہیئے بلکل اپنی رویئت پر عمل کرنا چاہیئے۔اسی طرح لاہور، فیصل آباد، ملتان اور کوئٹہ والوں کے لیئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی رویئت قبول کرے، بلکہ اپنی رویئت پر عمل کرنا چاہیئے۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض ماہرین فلکیات علماء یہ کہتے ہیں کہ چاند دیکھنے کے لیئے چونکہ ہمارے پاس سائنسی معلومات اور آلات میسر ہیں تو اس لیئے، ہمیں ان معلومات اور قوانین کی روشنی میں چاند کی رویئت کو جانچنا چاہیئے، یہاں تک تو بات صحیح ہے لیکن جب بات یوم عرفہ کی آتی ہے تو پھر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے'' کہ آج سے تقریباً 70 سال پہلے تک ہمیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ حج کس دن ہے، دور علاقوں کے لوگ عرفہ اپنے چاند کے حساب سے مناتے تھے تو آج یہ بات کیوں کی جاتی ہے کہ یوم عرفہ ایک ہی دن ہو''، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج ہمیں سائنسی معلومات میسر ہیں تو ہمیں اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے، اور یوم عرفہ ایک ہی دن منانا چاہیئے تاکہ اُن برکات سے دوسرے مسلمان بھی مستفید ہوجائیں جس سے حجاج کرام مستفید ہوتے ہیں، واللہ اعلم

<u>اختلاف رویئت</u>

اس وقت پوری دنیا میں رویئت ہلال سے متعلق تین رائے پائی جاتی ہیں:

۱۔ اتحاد المطالع یا رویئت وحدہ (Universal Sighting) یعنی وہ لوگ جو مقامی (local) اور باہر (outside) دونوں قسم کی رویئت کو قبول کرتے ہیں، ان کے نزدیک اختلاف مطالع (different longitudinal) کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

۲۔ اختلاف المطالع (Local Sighting) یعنی وہ لوگ جو صرف مقامی رویئت کو قبول کرتے ہیں، اور مطلعوں کے اختلاف کا اعتبار کرتے ہوئے باہر سے آئی ہوئی رویئت کو قبول نہیں کرتیں۔

۳۔ حسابات فلکیہ (Astronomical Calculations) یعنی وہ لوگ جو حساب کتاب پر یقین رکھتے ہیں، اور رویئت کے لیئے علم فلکیات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک نظریہ 'اکثریت (Majority)' کا بھی موجود ہے لیکن اس قسم کا نظریہ رکھنے والے لوگ بہت ہی کم ہیں، ان کے نزدیک انسان جہاں بھی متمکن ہو، اُس جگہ کی اکثریت کے رائے کو، چاہے وہ متذکرہ تینوں میں سے کوئی سے بھی رائے پر عمل کرنے والے ہوں، قبول کر کے اُس پر عمل کرے۔اسی طرح اگر وہ انسان کسی دوسرے ملک چلا جائے تو وہاں پر اکثریت کی جو بھی رائے ہوگی اُس پر وہ عمل کرے۔

<u>اتحاد المطالع (Universal Sighting) والوں کے دلائل</u>

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ

اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ:(سورہ توبہ آیت 36)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت سے ہی 12 مہینوں کا آغاز کیا ہے۔ مہینوں کا دارومدار دنوں پر ہوتا ہے۔ اس لیئے ضروری ہے کہ دنوں میں فرق نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنوں کی گنتی بھی طے شدہ ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سعودی عرب میں مہینہ 30 دنوں کا ہو اور ہندوستان میں 29 دنوں کا ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا سعودی عرب اور ہندوستان کی زمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے الگ الگ کی ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں دو الگ الگ مہینے ہوسکتے ہیں؟ سعودی عرب میں شوال شروع ہو چکا ہو اور ہندوستان میں رمضان جاری ہو، ایسا اس آیت کی روشنی میں نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیئے مہینوں کی شروعات اور اختتام ایک رکھی ہے۔ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ مہینے ساری دنیا کے لیئے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ان میں چند گھنٹوں کا فرق ہوتا ہے نا کہ دنوں کا۔

جمعہ کی مثال لے لیجیئے۔ جمعہ بھی ایک عید ہے، جو ہفتے میں ایک بار آتی ہے اور ساری دنیا میں چند گھنٹوں کے فرق سے ایک ہی دن پڑی جاتی ہے۔ تو پھر سال میں ایک مرتبہ پڑھی جانے والی نماز عیدین، (رمضان، عرفہ اور عاشورہ وغیرہ) ایک ہی دن کیوں نہیں پڑھی جاسکتیں؟ جبکہ ایسا کرنے میں سہولت بھی ہے اور صحیح معنوں میں اتحاد بھی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ’**صوموا لروئیته و افطروا لروئیته، فان غمی علیکم فاکملوا العدد**‘ (تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو: صحیح مسلم: 2515)۔ اس حدیث شریف میں خطاب عام ہے۔ کسی خاص خطہ کے لیئے الگ حکم نہیں ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ ’الروضۃ الندیۃ‘ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حکم عام ہے، کسی آدمی نے کسی بھی جگہ سے چاند دیکھ لیا تو تمام مسلمانوں کے لیئے روئیت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک قافلہ رات چاند دیکھ کر روانہ ہوتا ہے۔ اور شام کے وقت نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ روزے سے ہیں تو اُنہوں نے چاند دیکھنے کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ اُن سے یہ نہیں پوچھتے کہ تم لوگ کتنا فاصلہ طے کر کے آئے ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہاں کا مطلع الگ ہے اور یہاں کا الگ۔ بلکہ آپ ﷺ نے اُن کی روئیت قبول فرمائی اور روزہ کھولنے کا حکم فرمادیا۔ اور اگلے دن عید کی نماز پڑھائی۔ اس حدیث کو شیخ البانیؒ نے صحیح کہا ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ دوسری جگہ سے روئیت لینے والے نمازیں بھی اُن کے ساتھ پڑھا کریں۔ یعنی اگر روئیت سعودی عرب سے لی ہے تو پھر نمازیں بھی اُن کے وقت کے مطابق پڑی جائیں۔ عرض یہ ہے کہ نمازوں کا تعلق سورج کے ساتھ ہے نہ کہ چاند کے ساتھ۔ اس بات کو اس طرح بھی سمجھ لیں کہ کوئیٹہ اور اسلام آباد کے اوقات نماز میں کم از کم 21 منٹ کا فرق ہوتا ہے۔ اور دونوں کا مطلع الگ الگ ہے۔ اسلام آباد کی روئیت پر کوئیٹہ میں رمضان اور عید ہوتی ہے، تو کیا کوئیٹہ والے اسلام آباد کے ٹائم کے حساب سے نمازیں پڑھیں گے؟

اگر کسی جگہ شوال کا چاند نظر آجائے اور اُس روئیت کی شہادت کی خبر دوسری جگہ پہنچ جائے، تو اُس دوسری جگہ والوں پر عید کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر اختلاف المطالع پر عمل کرنے والے حضرات اس شہادت کو قبول نہ کریں، تو اُن کا آخری روزہ عید کے دن پڑے گا۔ اور نبی کریم ﷺ نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ ’فتاویٰ ابن تیمیہ میں فرماتے ہیں۔ کسی نے چاند کسی جگہ سے دیکھ لیا، وہ جگہ قریب ہو یا دور ہو، روزہ واجب ہو جائے گا۔ یہاں پر اختلاف المطالع کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ امام شاہ ولی اللہؒ شرح موطا امام مالک میں لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ قوی بات یہ ہے کہ دور کے شہر کی روئیت معتبر نہیں ہوگی، البتہ قریب کے شہر کی روئیت معتبر ہوگی۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کوئی تخصیص نہیں، عام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ

کے نزدیک دنیا کے کسی کونے میں بھی چاند دیکھ لیا جائے تو تمام دنیا کے مسلمانوں پر وہ رویئت معتبر ہوگی۔اسی طرح امام شوکانیؒ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ اگر چاند کو ایک شہر والوں نے دیکھ لیا ہے، تو سمجھو دنیا کے تمام مسلمانوں نے دیکھ لیا ہے۔

رویئت وحدہ کے قائلین حضرات یہ نقطہ بھی اُٹھاتے ہیں کہ اگر بالفرض اختلاف المطالع پر عمل کرنے والے حضرات ذوالحجہ کا چاند ایک یا دو دنوں کے بعد دیکھ لیں، اور حج ادا کرنے چلے جائیں۔ وہاں امام صاحب کہے کہ منیٰ کے لیئے نکلیں، تو کیا وہاں یہ کہا جائے گا کہ نہیں جی ہم آپ کے بات کو نہیں مانتے، ہم تو پاکستان یا کسی اور ملک سے آئیں ہیں، ہم نے چاند دو دن بعد دیکھا ہے، ہم تو منیٰ دو دنوں کے بعد جائیں گے؟ ہم تو ہمارے امام صاحب کے ساتھ آئے ہیں، وہ بڑے حضرت ہیں، اس لیئے ہم بیٹھے رہیں گے، دو دنوں کے بعد منیٰ جائینگے، پھر دو دنوں کے بعد عرفہ جائینگے، پھر دو دنوں کے بعد مزدلفہ جائینگے۔لاحولا ولاقوۃ.......

<u>رویئت وحدہ کے حق میں مزید دلائل</u>

۱۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے 'شرح مؤطا موسوعۃ' میں لکھا ہے کہ 'امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک ملک کی رویئت ہلال دیگر ممالک میں لازمی قبول کی جائے گی۔

۲۔ فتاویٰ ابن تیمیہؒ میں ہے کہ چاند قریبی جگہ یا دور کی جگہ دیکھنے سے روزہ واجب ہو جائے گا۔

۳۔ امام شوکانیؒ 'نیل الاوطار' میں فرماتے ہیں کہ جب چاند ایک ملک والے دیکھ لیں تو سمجھو تمام دنیا کے مسلمانوں نے چاند دیکھ لیا۔

۴۔ نواب صدیق حسن خانؒ 'الروضة الندية' میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حدیث 'صومو لروئيته وافطرو لروئيته' میں روایت پوری اُمت کے لیئے ہے، کوئی مسلمان کسی جگہ سے بھی چاند دیکھ لے، تو دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیئے رویئت ہوگی۔

۵۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد نمبر۲، ص ۳۸۰/۵ پر لکھا ہے کہ فقہ حنفی میں اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، اہل مشرق کی رویئت پر اہل مغرب اور اہل مغرب کی رویئت پر اہل مشرق کو ماننا لازمی ہے۔

۶۔ دُرمختار میں لکھا ہے کہ مطلع کے مختلف ہونے کا کوئی اعتبار نہیں، اگر مغرب ملک والے چاند دیکھ لے تو مشرقی ممالک والوں کو اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

۷۔ علامہ شامیؒ اختلاف مطلع کے غیر معتبر ہونے پر فرماتے ہیں کہ اختلاف مطلع کے غیر ہونے پر ہمارا بھی اعتماد ہے اور مالکی اور حنبلیوں کا بھی۔ (شامی، جلد۴، ص ۱۰۵)

۸۔ علامہ جوزیؒ فرماتے ہیں کہ تین اماموں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام حنبلؒ کے نزدیک اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔

۹۔ بعض شوافع علماء (امام شافعیؒ کی پیروی کرنے والے) نے بھی اختلاف مطالع کے اعتبار نہ کرنے کے بارے میں لکھا ہے، لہٰذہ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے لکھا ہے کہ کسی ایک جگہ پر چاند کا نظر آنا تمام روئے زمین کو شامل ہے۔

۱۰۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ 'اگر کلکتہ میں چاند جمعہ کی رات کو نظر آیا اور مکہ میں جمعرات کی رات کو، اور کلکتہ والوں کو پتہ نہ چل سکا کہ مکہ میں رمضان جمعرات سے شروع ہو چکا ہے تو جب بھی اُن کو پتہ چلے گا ان کے لیئے ضروری ہوگا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائے اور پہلا روزہ قضا کریں۔ (کوکب الدری، شرح ترمذی شریف، ص ۶/۳۳۰)

۱۱۔ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اپنی کتاب 'تعلیم الاسلام' میں بھی یہ بات لکھتے ہیں البتہ انہوں نے کلکتہ اور مکہ کی بجائے ممبئی اور برما کی مثال دی ہے۔

۱۲۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ اگر کسی جگہ بھی رویئت ثابت ہو جائے اگرچہ وہ کتنی ہی دور ہو، اگرچہ ہزاروں کوسوں پر ہی ہو، یہاں پر بھی حکم روزہ وافطار کرنے کا اس کے موافق ہو جائے گا۔

۱۳۔ بریلوی عالم مولانا امجد صاحبؒ نے 'بہار شریعت، جلد ۲، ص ۱۰۸' پر لکھا ہے کہ ایک جگہ چاند ہونا صرف وہاں کے لیئے نہیں بلکہ سارے جہاں کے لیئے ہے۔

۱۴۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحبؒ نے فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۸/ ۵۰۷ میں لکھا ہے کہ ہمارے آئمہ کے مذہب صحیحہ معتمدہ میں در بارہ ہلال رمضان وعید (یہ فارسی کا لفظ ہے مطلب ہے ہلال رمضان وعید سے متعلق) فاصلہ کا اعتبار نہیں، مشرق کی رویئت مغرب والوں پر حجت ہے۔

<u>حسابات فلکیہ (Astronomical Data/Calculation) پر یقین رکھنے والوں کی رائے</u>

سائنس کے بغیر دین اندھا ہے اور دین کے بغیر سائنس لنگڑا ہے۔ آج کی دنیا جس میں ہم رہتے ہیں انتہائی باشعور اور ترقی یافتہ ہے۔ زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ سائنس نے کافی ترقی کی ہے۔ ہم عاقل اور بالغ لوگ ہیں۔ ہزاروں قسم کے اوزار و آلات (Apparatus & Devices) ہمارے زندگیوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ آج سے چار سو سال پہلے اگر آپ سے کوئی دن کے وقت کہتا کہ امریکہ میں اس وقت رات ہے، تو آپ یقین نہ کرتے یا لوگ شاید اُسے پاگل کہتے۔ لیکن اگر آج آپ کسی کو یہ بات کہہ دو اور پھر بھی وہ یقین نہ کریں تو آپ موبائیل فون کے ذریعے اس کی کسی شخص سے جو امریکہ میں ہو بات کرا سکتے ہو۔ تو پتہ چل جائے گا کہ واقعی اس وقت امریکہ میں رات ہے جبکہ یہاں پر دن کا وقت ہے۔

آج ہم معتبر طریقوں سے اس بات کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ سورج کو کب گرہن لگے گا۔ یا چاند کو کب گرہن لگے گا۔ اس کا دورانیہ کتنا ہوگا۔ مکمل گرہن ہوگا یا جزوی۔ اور یہ کہ کس کس جگہ سے گرہن نظر آئے گا اور کس کس جگہ سے نظر نہیں آئے گا۔ تو یہ سب ہم پہلے سے طے (Pre-Determine) کر سکتے ہیں۔ بلکہ نظام شمسی کے تمام سیاروں کی مؤمنٹ ہمیں معلوم ہے۔ ہم بتا سکتے ہیں کہ فلاں سیارہ اس وقت کہاں ہے، یا چاند اس وقت کہاں ہے۔ سورج کہاں ہے، ہم سے کتنے فاصلے پر ہے، کتنا دور جا چکا ہے، اُفق سے کتنا نیچے جا چکا ہے۔ اور اس کا افقی زاویہ کیا ہے۔ یہ سب ہم آج کے دور میں معلوم کر سکتے ہیں۔

ہم پہلے سے یہ بات طے کر سکتے ہیں کہ چاند کس وقت، کس دن، کہاں نظر آئے گا۔ سائنس نے اتنی ترقی کی ہے کہ ہم تین ہزار سال کا قمری تقویم (moon calander) بنا سکتے ہیں۔ اور چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند کو دیکھ کر افطار کرنے کا جو حکم حدیث شریف میں آیا ہے، وہ ہے بھی اسی وجہ سے کہ چاند ایک مظاہر قدرت (Universal Phenomena) ہے۔ اور آج کے دور میں چاند کی ہر ہر حرکت کا حساب رکھا جاتا ہے۔

(۱) آج سے تقریباً 500 سال پہلے، جب پرنٹنگ پریس ایجاد ہوا، تو مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی، اور اس کو تسلیم کرنے میں 100 سال لگے۔

(۲)　300 سال پہلے، جب گھڑیاں ایجاد ہوئیں، تو فتاویٰ کی روشنی میں اس کا استعمال نماز کے لیئے جائز نہیں تھا۔

(۳)　150 سال پہلے، قرآن مجید کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا جائز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا گھر جلا دیا تھا، جب اُنہوں نے پہلی مرتبہ قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔

(۴)　100 سال پہلے تک انڈیا میں نقشہ اوقات نماز (Calculated Prayer Time) فتاویٰ کی روشنی میں قابل قبول نہیں تھا۔

(۵)　60 سال پہلے تک لاؤڈ سپیکر پر آذان دینے اور نماز کے لیئے استعمال حرام سمجھا جاتا تھا۔ اس پر بھی فتاویٰ موجود تھیں۔

(٦)　50 سال پہلے تک شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے لیئے تصویر بنانے کو حرام سمجھا جاتا تھا۔

جس طرح ہم ظہر کی نماز کا وقت جاننے کے لیئے باہر نکل کر یہ نہیں دیکھتے کہ سورج ڈھل چکا ہے کہ نہیں، بلکہ گھڑی میں ٹائم دیکھ کر نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ قرآن پاک (سورہ بنی اسرائیل، آیت 78) میں ارشاد ہوا ہے کہ : أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا : اور نہ ہی بادل کی موجودگی میں غروب کے بارے میں پریشان ہوتے ہیں بلکہ گھڑی میں ٹائم دیکھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ہماری اپیل مسلمانوں سے یہ ہے کہ وہ سائینٹیفک مائنڈ سیٹ پیدا کریں چاہے کوئی بھی معاملہ ہو۔ بہت سارے معاملات میں ہم اُس میدان کے ماہرین پر اعتبار کرتے ہیں، جیسے ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ، تو فلکیات کے بھی ماہرین ہوتے ہیں، اُن پر بھی اعتبار کیجئے۔ ہمیں 'میں نہ مانوں' والا رویہ ختم کرنا چاہیئے۔

<u>حسابات فلکیہ کے حق میں امریکہ اور مغربی مما لک میں رہنے والے مسلمانوں کی رائے</u>

امریکہ یا دوسرے مغربی مما لک میں رہتے ہوئے مسلمان کمیونٹی کو رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مما لک میں بہت پہلے سے پورے سال کے شیڈول طے ہو جاتے ہیں، مثلاً اگر کسی ڈاکٹر کی سرجری طے ہے تو اس نے جا کر سرجری کرنی ہے چاہے کوئی بھی موقع ہو۔ رمضان اور عید کا اعلان چونکہ چاند دیکھ کر ہی کیا جاتا ہے تو وہ اکثر رات کو لیٹ کیا جاتا ہے، اُس وقت یہ دقت ہوتی ہے کہ بچوں کو سکول سے کیسے چھٹی دلوایں، اپنے جاب سے کس طریقے سے چھٹی لیں، اور کس طریقے سے اپنے باس کو آگاہ کریں کہ ہم لوگ کل ڈیوٹی پر نہیں پہنچ رہے ہیں۔ اگر سکول والوں کے ہاں پہلے سے چھٹی نہیں ہے تو اُن کو پہلے سے چھٹی کے بارے آگاہ کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح عید کی نماز پڑھنے کے لیئے ہوٹل یا ہال وغیرہ پہلے سے Reserve کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر آپ اس رات کو بیٹھ کر فیصلہ کرینگے کہ کل عید ہے یا نہیں ہے تو آدھی رات کو آپ ہوٹل یا ہالز انتظامیہ کو فون کر کے بتا نہیں سکتے۔ اور یا پھر اُن کو یہ بتا دیں کہ یا تو ہماری عید کل ہوگی یا پرسوں ہوگی، تو یہ بات ہمارے لیئے بھی شرمندگی (embarassement) کا سبب بنتا ہے، اور اُن کے لیئے بھی جن کے ساتھ ہم کام کر رہے ہیں مشکل ہو جاتی ہے۔ پاکستان، انڈیا یا بنگلہ دیش میں چونکہ پورا کا پورا سسٹم مسلمانوں کو سہولیات فراہم کرتا ہے، اس وجہ سے اُدھر اگر رات گئے بھی عید کا اعلان کیا جائے تو کوئی خاص مسلہ نہیں ہوتا، کیونکہ سکول بند ہو جاتے ہیں، عدالتیں بند ہو جاتی ہیں، تو کسی کو بھی مسلۂ اور دقت پیش نہیں آتی۔

بعض دفعہ غیر مسلم یہ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا دین کس قسم کا دین ہے، اگر یہودی ہیں تو اُن کو پتہ ہوتا ہے کہ اُن کی عید کب ہے اور اُن کی چھٹیاں کب ہونی ہیں، اگر عیسائی ہیں اُن کو بھی پہلے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کی عید کب ہونی ہے، اور پہلے سے ہی تیاریاں کر لیتے ہیں، اپنی منصوبہ بندی کر لیتے ہیں۔ تم مسلمانوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ تمہارا مہینہ کب شروع ہوگا، تمہاری عید کب ہوگی۔ تمہیں چاند نظر نہیں آتا، جبکہ پوری دنیا کو پتہ ہے کہ ناسا

(NASA) والے اور دوسرے ممالک کے سائنسدان چاند پر پہنچ چکے ہیں۔ صبح و شام وہ چاند کو مانیٹر کر رہے ہوتے ہیں۔ نیوی کے جہازوں اور سب میرین کے بہت سارے چیزوں کا دارومدار چاند کے اعداد و شمار پر ہوتا ہے۔ تم لوگوں کو چودہ صدیوں بعد بھی یہ پتہ نہیں ہوتا کہ چاند کب نظر آئے گا اور چاند کب نظر نہیں آئے گا۔

اس ساری صورت حال کا مسلمانوں کو مسلم اکثریتی ممالک میں سامنا نہیں کرنا پڑتا، لیکن مسلم اقلیتی ممالک میں بہت زیادہ مشکلات اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے کہ اسلام کے ذریعے سے مسلمانوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: **طٰهٰ () مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ**: نہیں نازل کیا ہم نے تم پر (اے نبی ﷺ) یہ قرآن کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ: اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رمضان کی آیت نازل فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اُسی آیت میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے زندگیوں میں آسانیاں پیدا کرنا چاہتا ہے، مشکلات نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ج فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ**: رمضان کا جو مہینہ ہے اس میں قرآن نازل فرمایا، جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور سائنس بنا کے بھیجا۔ **فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ**: یعنی جو آدمی بھی اس مہینے کو witness کرے یعنی اس کے اندر موجود رہے، بیمار نہ ہو، سفر پر نہ ہو، تو اُس آدمی کے اوپر فرض ہو گیا کہ وہ روزے رکھے، اور جو مریض ہو یا سفر میں ہو تو وہ بعد میں قضاء کر لیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ**: اللہ تعالیٰ آپ کے لیئے آسانیاں پیدا فرمانا چاہتے ہیں اور اللہ آپ کے لیئے مشکل پیدا نہیں کرنا چاہتے۔

تو چاند نظر آنے اور نظر نہ آنے کے بارے میں پوری دنیا میں مسلمانوں کے بیچ جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ سعودی والے کہتے ہیں چاند نظر آ گیا، مصر والے کہتے چاند نظر نہیں آیا۔ امریکہ کے اندر چاند نظر نہیں آیا لیکن پاکستان کے اندر چاند نظر آ گیا۔ یا امریکہ میں چاند نظر آ گیا اور پاکستان یا انڈیا میں دو یا تین دن کے بعد نظر آ گیا۔ تو مسلہ یہ بن جاتا ہے کہ سعودی عرب میں ایک دن عید ہو رہی ہے، مصر میں دوسرے دن ہو رہی ہے، امریکہ میں ایک دن ہو رہی ہے، انڈیا، بنگلہ دیش اور پاکستان میں دو دن بعد عید ہو رہی ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر جو اتفاق ہے اُمت کے اندر وہ تصور (concept) ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جھگڑے ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات خاندانوں کے کچھ افراد سعودی عرب کے ساتھ روزہ رکھ لیتے ہیں، کچھ امریکہ کی لوکل سائیٹنگ والوں کے ساتھ روزہ رکھ لیتے ہیں، اور بعض فیملی ممبرز کہتے ہیں کہ پاکستان، انڈیا، یا بنگلہ دیش میں چونکہ چاند نظر نہیں آیا ہے تو وہ دو دن کے بعد روزہ رکھ لیتے ہیں۔ جس سے زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ احکامات اس لیئے نہیں نازل فرمائے کہ مسلمان اس کے ذریعے سے آپس میں جھگڑے کرتے رہیں، اور ایک ہی فیملی کے اندر اور ایک ہی کمیونٹی کے اندر اتنا تفرقہ ڈال دیں کہ ایک دوسرے کو سلام کہنے کے قابل بھی نہ رہیں۔

ہم لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رویئت ہلال کا حکم قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے۔ اور بعض دفعہ کچھ علماء یہ باور کراتے ہیں کہ قرآن مجید ہم سے تقاضیٰ کرتا ہے کہ مسلمان چاند کو دیکھیں اور روزے رکھیں اور چاند کو اپنی آنکھ سے دیکھیں اور عید کریں۔ سچی بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بھی ایسی آیت موجود نہیں ہے کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ طلب کیا ہو کہ مسلمان اُس وقت تک روزہ نہیں رکھ سکتے جب تک کہ اُن کو چاند نظر نہ آ جائے۔ اور روزہ اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے، جب تک کہ چاند اُن کو اپنی آنکھ سے نظر آنہ جائے۔ یہ جس آیت کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ **فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ**: یعنی جو آدمی بھی اس مہینے کی گواہی دے، تو اس پر روزہ فرض ہو گیا۔ لفظ شہدہ عربی زبان میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) شھدہ بمعنی حضرہ: یعنی وہ آدمی اس جگہ پر موجود تھا۔ 'شھدۃ الجمعۃ' میں جمعہ کی نماز میں موجود تھا۔ 'شھدۃ البدر' فلاں آدمی نے بدر میں شرکت کی۔ یا 'شھدۃ الحج' کہ فلاں بندے نے فلاں سال حج میں حاضری دی۔ تو شھدہ بمعنی حضرہ یعنی حاضر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(۲) شھدہ بمعنی اخبرہ: یعنی کسی آدمی نے خبر دی جیسے 'شھدۃ عند الحاکم' میں نے حاکم کے سامنے اس بات کی گواہی دی۔ 'شھدۃ عند القاضی' میں نے قاضی کے سامنے اس بات کی گواہی دی، جو میں نے اپنی آنکھوں سے کوئی چیز دیکھی تھی۔

(۳) شھدہ بمعنی علمہ: یعنی اس نے یہ چیز جان لی، 'اِنَّ اللہ علیٰ کُلِ شیءٍ شھید' یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز کو جاننے والی ہے۔ تو شھید کے معنی ہے جاننے والا، عالم۔

تو آیت کے اس حصے فَمَن شَهِدَ مِنكُم الشَّهرَ فَلْيَصُمْهُ: کے تین معنی ہوسکتے ہیں:

۱۔ کہ جس آدمی کو پتہ چلا کہ رمضان کا مہینہ شروع ہوا، تو اس کے اوپر روزے رکھنا واجب ہو گئے۔

۲۔ جس بندے کو بتا دیا گیا کہ رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا، تو اُس کے اوپر روزے رکھنا واجب ہو گئے۔

۳۔ وہ آدمی جو مہینہ رمضان کے اندر موجود تھا، حاضر تھا، سفر نہیں کر رہا تھا، بیمار نہیں تھا، تو اُس کے اوپر روزے واجب ہو گئے۔

کسی لحاظ سے بھی یہ آیت قرآنی رویئت ہلال کی بات نہیں کر رہی۔ اس آیت میں ایسی کوئی مطالبہ نہیں ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت یسئلونک عن الاھلہ...... یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمان چاند کو دیکھ کر روزہ رکھے اور چاند کو دیکھ کر افطار کریں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں بھی چاند دیکھنے یعنی رویئت ہلال کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ آیت میں یہ ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اس سے لوگوں کو اوقات کا پتہ چلتا ہے اور حج کا پتہ چلتا ہے۔ اس آیت میں کسی لحاظ سے بھی رویئت ہلال کی کوئی بات نہیں ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لفظ ہلال دیکھنے کو کہتے ہیں، یعنی وہ چیز جس کو آنکھوں سے دیکھا جائے، تو جب تک چاند کو آنکھوں سے نہ دیکھا جائے تو اُس کو ہلال کیسے کہا جائے گا۔ اگر ہم اس لفظ 'ہلال' کے مصدر کی طرف جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ 'ھلّل' سے نکلا ہے۔ اور اس کے معنی ہے کسی چیز کو بلند آواز سے پڑھنا۔ جیسے کہا جاتا ہے 'ھلا المطر' زور سے بارش برسنا یعنی جب سخت بارش ہو رہی ہو اور اس کی آواز آجائے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ چیختا ہے تو اس کو بھی 'ھل الصبّی' کہا جاتا ہے۔ جب حج کے دوران حاجی تلبیہ کہتے ہیں تو کہا جاتا ہے 'اھل الحاج'۔ تو نئے چاند کو ہلال اس لیئے کہا گیا کہ جب نئے چاند کو بندے دیکھتے تھے تو وہ زور سے تکبیر کہتے تھے 'اللہ اکبر' کہ نیا مہینہ شروع ہو گیا۔ اس لیئے کہا جاتا ہے 'اہل القوم الھلال' یعنی چاند دیکھتے وقت آواز بلند کرنا۔ تو واضح ہوا کہ لفظ 'ہلال' کا چاند کی روشنی کے ساتھ یا چاند کے دیکھے جانے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذہ قرآن پاک میں رویئت ہلال کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں کہی گئی ہے۔ اور جو لوگ ایسی بات کرتے ہیں وہ دراصل قرآن پاک کی غلط تشریح کرتے ہیں۔

ہاں البتہ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ: صُومُوا لِرُؤيَتِهِ وَافطِرُوا لِرُويتِهِ، فَإن غُبِّيَ عَلَيكُم فَاكمِلُوا عِدَّةَ شَعبَانَ ثَلاثِينَ: کہ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور اگر بادلوں کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے

30 دن پورے کرو۔(صحیح بخاری 1909)۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو صُوموا لِرُؤيَتِهِ وَافطِرُوا لِرُوِيَتِهِ: والی شق ہے، اس کا اطلاق صرف 29 شعبان پر ہوتا ہے یا 30 شعبان یا 30 رمضان پر بھی ہوتا ہے۔ سب کو پتہ ہے کہ جب 29 شعبان کو چاند نظر نہیں آتا تو اعلان کیا جاتا ہے کہ کل 30 شعبان ہوگا اور اس سے اگلے دن روزہ ہوگا۔ اور 30 شعبان پر کوئی بھی چاند دیکھنے نہیں نکلتا۔ یعنی بغیر چاند دیکھے اعلان کیا جاتا ہے کہ پرسوں رمضان شروع ہو جائے گا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر 29 کو چاند نظر نہیں آیا تو 30 کو بغیر کسی شک وشبہ کے نظر آئے گا۔ اور کوئی بھی مہینہ 30 دن سے زیادہ کا نہیں ہوسکتا۔ تو پتہ چلا کہ جب آپ کو'یقین' ہو جائے، کہ چاند افق (Horizon) پر موجود ہے۔ تو پھر آپ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اس یقین کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے کہ اب چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، نیا مہینہ پرسوں سے شروع ہو جائے گا۔

تو پتہ یہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان صُوموا لِرُؤيَتِهِ وَافطِرُوا لِرُوِيَتِهِ: کا اطلاق صرف 29 شعبان کو ہوگا یا 29 رمضان کو ہوگا۔ اس کا اطلاق 30 شعبان یا 30 رمضان پر نہیں ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سنت یہی ہے کہ چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور چاند دیکھو تو افطار کرو، تو اس حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ فَاِن غُمِّيَ عَلَيكُم فَاكمِلُوا عِدَّةَ شَعبَانَ ثَلَاثِين: اگر چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آئے تو 30 دن مکمل کریں، تو حدیث شریف کے اس شق کا اطلاق تب ہوگا جب 29 کو چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو۔ فرض کرو 29 کو بادل نہیں تھے اور چاند نظر نہیں آیا، تو پھر یہ جو شق ہے لاگو نہیں ہوگا۔ کیونکہ شرط اور مشروط ایک دوسرے کے ساتھ مل کر آتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ اگر 29 کو بادل ہوں گے تو 30 دن مکمل کریں۔ اگر 29 کو بادل نہیں ہے تو حدیث کا یہ شق لاگو نہیں ہوگا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ حدیث شریف کی جو یہ پہلی شق ہے صُوموا لِرُؤيَتِهِ وَافطِرُوا لِرُوِيَتِهِ: کا اطلاق 30 شعبان کو بھی ہوتا، لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یقین کرلو کہ نیا چاند موجود ہے، کیونکہ بعض دفعہ 29 کو چاند نظر آتا ہے اور بعض دفعہ 29 کو چاند نظر نہیں آتا۔

تو رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ رمضان اور عید تب کرو جب تمہیں یقین ہو جائے کہ نیا چاند موجود ہے۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: **و لا تستقبلوا الشهر استقبالاً، و لا تصلوا رمضان بيومٍ من شعبان**: اور ایک دن پہلے روزہ رکھ کر مہینے کا استقبال مت کرو، اور نہ رمضان کو شعبان کے کسی دن سے ملاؤ۔ اور اسی طرح ایک دوسرے حدیث میں فرمایا'**لا تصوموا قبل رمضان**' یعنی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے مت شروع کرو۔ کیونکہ رمضان کا وقت مقدس ہے۔ تو کسی بھی طرح سے رمضان کے وقت کو دوسرے مہینے کے وقت کے ساتھ گڈمڈ مت کر دینا۔ رمضان کو اس کے وقت پر شروع کرنا اور اس کے وقت پر ختم کرنا۔ اور آپ ﷺ کے زمانے میں یقین رویت کے ذریعے سے حاصل ہوتا تھا۔ چاند دیکھتے تھے تو یقین ہو جاتا تھا کہ نیا مہینہ شروع ہو گیا۔ اور اگر بادل وغیرہ ہو تو ایک دن انتظار کرلو تاکہ بات یقینی ہو جائے۔ تو اصل مقصد یقین حاصل کرنا ہے کہ نیا مہینہ شروع ہو گیا ہے۔ چاند کا دیکھنا ضروری نہیں ہے، لازم نہیں ہے، فرض نہیں ہے، ہاں یقین کرنا فرض ہے۔

اگر آج کے دور میں حسابات فلکیہ کو دیکھے تو وہ اتنی سائنٹیفک (Scientific) ہیں اور وہ اتنے صحیح ہیں کہ آج آپ کو بتا سکتی ہے کہ چاند کی پیدائش کب ہے، اس وقت چاند افق پر کس جگہ ہے، کس زاویئے پر ہے، سورج سے کتنا دور ہے، زمین سے کتنا دور ہے۔ اور آج کل سائنس چاند کے ایک ایک حرکت کو مانیٹر کرسکتا ہے۔ ایسے سافٹ وئیر ہیں کہ جس کے ذریعے سے آپ چاند کے حرکات کو دیکھ سکتے ہو۔ ایسے کیمرے نصب ہوئے ہیں کہ آپ اپنے کمپیوٹر سکرین پر چاند کی حرکات کو مانیٹر کرسکتے ہو۔ اب وہ زمانہ نہ رہا کہ آپ کو چاند اپنی آنکھوں سے دیکھنا پڑتا ہے۔ اور مہینہ اس وقت شروع ہوتی ہے جب چاند کی ولادت ہوتی ہے۔ ہم ٹیلی سکوپ کے ذریعے سے، حساب کتاب کے ذریعے سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ چاند کب پیدا ہوا اور کہاں پر موجود

ہے۔تو اصل مقصد یقین کا ہے کہ رمضان کے روزے شعبان میں نہ رکھے جائیں یا یکم شوال یعنی عید کے دن روزہ نہ رکھا جائے۔

حسابات (Calculations) کا استعمال سنت رسول ﷺ کے عین مطابق ہے۔ کہ اس سے وہ یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ جس کی رسول اللہ ﷺ نے مطالبہ فرمایا تھا۔اور اس کے ذریعے سے ہمارے لیئے یعنی وہ مسلمان جو مغرب اور امریکہ میں مقیم ہیں، بڑی آسانیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ہمیں مہینوں بلکہ سالوں پہلے پتہ چل جائے گا کہ رمضان کب شروع ہوگا اور عید الفطر کب آئے گی۔ہم سکول اور آفس والوں کو بروقت آگاہ کر سکیں گے کہ یہ ہمارے لیئے اہم مہینہ ہے، اس میں ہمیں فلاں فلاں دن چھٹی چاہیئے وغیرہ۔اسی طرح سکولوں کو بھی عید کے متعلق بروقت آگاہ کیا جا سکے گا کہ ہمارے بچے عید کی مصروفیات کی وجہ سے ان دنوں میں سکول نہیں آ سکے گے۔اسی طرح ہم اپنے جاب کے شیڈول میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔جو اہم کام ہمارے ذمہ ہوں گے اُن کو آگے پیچھے ایڈجسٹ کر سکے گے۔

کچھ احادیث ایسی ہیں کہ۔جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: **لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ** : (بروایت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، صحیح بخاری، حدیث نمبر 1906) :جب تک چاند کو نہ دیکھو اُس وقت تک روزہ شروع نہ کرو، اور جب تک چاند نہ دیکھو اُس وقت تک روزے کو نہ چھوڑو، اور اگر بادل ہوں تو پھر اندازہ لگایا کرو (یعنی حساب کیا کرو یا گن لیا کرو to Calculate or estimate)۔

اگر حدیث کا مطلب یہ لیا جائے کہ جب تک چاند نہ دیکھو یعنی اس کو لازمی قرار دیا جائے تو پھر کسی بھی مسلمان کے لیئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ چاند دیکھے بغیر روزہ رکھے یا چاند دیکھے بغیر روزہ چھوڑے یعنی عید کرے۔لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب ہم صحابہ کرامؓ کی زندگی میں دیکھتے ہیں تو کچھ واقعات ایسے آتے ہیں کہ جن میں اُنہوں نے چاند کو دیکھے بغیر روزہ شروع کیا۔اور چاند کو دیکھے بغیر روزہ افطار کیا۔اور اُنہوں نے 30 دن مکمل بھی نہیں کیئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ 29 تاریخ کو باہر نکل کر چاند دیکھتے تھے۔اگر 29 کو چاند نظر نہ آتا، تو وہ اگلے دن روزہ نہ رکھتے، بلکہ 30 دن مکمل کر کے اگلے دن روزہ رکھتے تھے۔اور اگر 29 کو بادل یا کسی اور وجہ سے چاند نظر نہ آتا، تو وہ فرماتے کہ ممکن ہے چاند بادلوں کے پیچھے موجود ہو۔تو میں کیوں ایک دن رمضان کا ضائع کروں، اور اگلے دن روزہ رکھ لیتے۔اور فرماتے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ اگر بادل یا کسی اور آڑ جیسے دھند وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو 'فَاقْدُرُوا لَهُ' اندازہ لگایا کرو۔

اس سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ جو کہ راوی ہے اس حدیث پاک کا، اُنہوں نے اس حدیث کو اس طریقے سے سمجھا کہ اگر آپ کو چاند اس وجہ سے نظر نہیں آیا کہ وہاں پر بادل ہیں یا دھند وغیرہ ہے، تو آپ اگلے دن روزہ رکھ لو۔رویئت کی ضرورت نہیں ہے۔تو اس سے کیا پتہ چلا کہ وہ نہ تو رویئت ہلال کر رہے ہیں اور نہ ہی 30 روزے پورے کر رہے ہیں، بلکہ ایک تیسرے انداز میں اُس کو calculate کر رہے ہیں۔فقہاء میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حنبلی فقہ (Hanbli School of Thought) میں رویئت سے متعلق مسائل کی بنیاد اس حدیث شریف کو بنایا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور دوسرے اصحابہ کرامؓ نے 'فَاقْدُرُوا لَهُ' کو 'مہینہ کو کم کر دو' کے معنیٰ میں لیتے تھے۔مطلب یہ ہے کہ مہینہ کو 29 دنوں کا بنالو، 30 دنوں کے بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: **اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ** ط: ''اللہ تعالیٰ جس کی رزق کو چاہتے ہیں وسیع کر دیتے ہیں اور جس کی رزق کو تنگ کرنا چاہے تو اس کو تنگی دے دیتے ہیں'' (سورہ الرعد، آیت 26)۔اس آیت میں لفظ 'قدر' تنگی کے معنی میں آیا ہے۔

ثابت یہ ہوا کہ رویئت کا مقصد یہ ہے کہ یقین ہوجائے کہ نیا چاند افق میں موجود ہے، اور نیا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اس کا بیگ گراونڈ یہ ہے کہ عرب معاشرے میں پہلے یہود اپنے کیلینڈر کے ساتھ چیڑ چھاڑ کر کے مہینوں کو آگے پیچھے کرتے تھے اور بعد میں مشرکین نے بھی مہینوں کو آگے پیچھے کر کے شمسی تقویم کو قمری تقویم کے ساتھ ہم آہنگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حج ذوالحجہ کے مہینے کے ساتھ وابستہ ہے، اور ذوالحجہ کا مہینہ قمری تقویم کا ہے۔ قمری تقویم اور شمسی تقویم میں سالانہ 10 دنوں کا فرق آتا ہے۔ اس لیئے قمری تقویم کے مہینے شمسی تقویم کے حساب سے سال میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ حج کا مہینہ کبھی موسم گرما میں تو کبھی موسم سرما میں آتا ہے، اور اس گردش کا مقصد یہ ہے کہ تمام قسم کے عبادات جو چاند کے ساتھ منسلک ہیں، پورے سال میں ادا ہوتے رہیں، اور یہ گردش شمسی سال کے حساب 36 سالوں میں مکمل ہوتا ہے۔ تو اس چیز کو تبدیل کرنے کے لیئے اور قمری تقویم کو شمسی تقویم کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیئے بعض مہینوں میں چند دنوں کا اضافہ کرتے تھے اور یا سال میں ایک مہینہ جمع کرتے تھے یعنی سال کو بارہ کی بجائے تیرہ مہینوں کا بنا دیتے تھے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ حج ایک ہی موسم میں آتا رہے۔ کیونکہ جب حج سردیوں کے موسم میں آتا تھا تو شدید سردی اور برف باری کی وجہ سے قافلے رک جایا کرتے تھے۔ اور لوگ حج کرنے کے لیئے بہت کم تعداد میں پہنچتے تھے جس کی وجہ سے مشرکین کے تجارت پر برا اثر پڑتا تھا۔ اس چیز کو ختم کرنے کے لیئے اور حج کے دنوں کو موافق موسم میں لانے کے لیئے یا تو ہر مہینے میں چند دنوں کا اضافہ کیا جاتا تھا اور یا پھر سال میں ایک مہینہ شامل کرتے تھے۔ اس چیز کو ختم کرنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت نازل فرمائی۔ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۵لا فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً ط وَاعْلَمُوآ أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ () إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ط زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ أَعْمَالِهِمْ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ :(سورہ توبہ، آیت 36-37)

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سسٹم کو خراب کر رہے ہیں، اس میں گڑ بڑ پیدا کر رہے ہیں، یہ بڑا گناہ ہے، حرام ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اللہ کے حکم سے مہینے کو چاند کے ساتھ منسلک کر دیا، تا کہ لوگ چاند کو دیکھیں اور مہینہ شروع کریں، اور چاند کو دیکھیں اور مہینہ ختم کریں۔ تا کہ کسی بھی طرح جو بابرکت اوقات ہیں، وہ دوسرے وقتوں کے ساتھ گڈ مڈ نہ ہوں۔

پتہ ہونا چاہیئے کہ رویئت ہلال اپنی ذات میں فرض نہیں ہے بلکہ ایک ذریعہ ہے آپ کو وقت بتانے کا، اور یہ وقت آپ حسابات فلکیہ (Calculations) سے بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ اصل چیز ہے کہ ہم نے روزے رکھنے ہیں مقدس وقت کے اندر، اور وہ مقدس وقت تب شروع ہوتا ہے جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے۔ تو رویئت ہلال ہو یا 30 دن مکمل کرنے ہوں، وہ وسیلہ ہے یہ بتانے کا کہ مقدس وقت شروع ہو گیا ہے۔ اگر کوئی اور وسیلہ جو زیادہ صحیح، زیادہ پُر اعتماد اور مستند ہو۔ جس سے پتہ چلے کہ نیا چاند موجود ہے یا نہیں یا نظر آ سکتا ہے کہ نہیں۔ تو وہ ذریعہ بھی اسلامی نقطۂ نظر سے بالکل صحیح ہے۔

جب انسان آنکھ سے چاند کو دیکھتا ہے تو بہت سارے عوامل بیچ میں شامل ہوتے ہیں، جیسا یہ کہ دیکھنے والا کہاں کھڑا ہے، اس وقت زمین سورج کے گرد کس زاویئے پر گھوم رہی ہے، اور چاند کا زمین سے زاویہ کتنا بنتا ہے۔ اس کے علاوہ فضاء میں رطوبت کتنی ہے، غبار (Dust) کتنا ہے، انسانی آنکھ کتنی طاقتور ہے، یا کتنی کمزور ہے۔ ان سب چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کو اندازہ ہو گا کہ انسانی آنکھ سے چاند دیکھنا ایک تخمینی بات ہے۔ ایک probable چیز ہے۔ یعنی categorical (صاف اور واضح) نہیں ہے اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو یہ بات 100 فیصد یقینی نہیں ہے کہ چاند وہاں پر موجود ہو۔ کتنی دفعہ ایسا ہو چکا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، اور پتہ چلا کہ چاند افق پر موجود ہی نہیں تھا۔ اُن کو کوئی روشن چیز یا لکیر

وغیرہ نظر آئی اور وہ سمجھے کہ وہ چاند ہے۔

اگر ہم بات حسابات فلکیہ کی کریں تو اس میں کوئی تخمینی بات نہیں ہے۔ یہ اعداد و شمار اتنے زیادہ قابل اعتماد (Authentic) ہوتے ہیں کہ چاند پیدا ہونے کے بارے میں بتایا جائے تو سو فیصد پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ اور سو فیصد ہمیں پتہ چل سکتا ہے کہ اس وقت چاند کس جگہ پر ہے، کتنی عمر کا ہے، کس زاویہ پر ہے، نظر آنے کے قابل ہے کہ نہیں وغیرہ۔ اور پھر آبی جہازوں اور سب میرین کے بہت سارے ٹیکنیکل چیزوں کا دارومدار چاند کے اعداد و شمار پر ہوتا ہے۔ سمندر کے اُتار چڑاؤ میں چاند کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ تو نیوی کے اہلکاروں کو تو ایک ایک سیکنڈ کا پتہ ہوتا ہے کہ چاند اس وقت کہاں پر ہے۔ اس وجہ سے حسابات فلکیہ سے ہم رمضان شروع کرنے اور عید کرنے سے متعلق ٹھیک ٹھیک اعداد و شمار لے سکتے ہیں۔ اور صحیح وقت پر رمضان شروع اور ختم کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہمیں بہت پہلے سے رمضان اور عید کے لیئے اپنے مصروفیات کو شیڈول کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیئے آسانیاں پیدا فرمانا چاہتے ہیں، ہمارے لیئے مشکل نہیں پیدا فرمانا چاہتے۔ اسی لیئے فرمایا ''یُرِیدُاللهُ بِکُمُ الیُسرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ العُسرَ ز''(سورہ بقرہ، 185)

بعض اوقات علماء اس بات پر اسرار کرتے ہیں کہ حدیث شریف کے الفاظ میں 'صُومُوا لِرُؤیَتِهِ' میں جو لفظ رویت ہے اس کا مطلب ہے چاند کو صرف اور صرف آنکھ کے ساتھ دیکھنا۔ 'رویئت' لفظ 'رآء' سے نکلا ہے۔ عربی زبان میں لفظ 'رآء' دیکھنے کے معنی میں بھی آتا ہے، سوچ و فکر کے معنی میں بھی آتا ہے، اور علم کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ 'رآء' یا اس کے مشترکات 386 مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ لفظ 'اَلَم تَر' کا لفظ استعمال کیا، جس کا مطلب ہے، 'کیا تم نے دیکھا نہیں'۔ مثال کے طور پر 'اَلَم تَرَ کَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصحٰبِ الفِیلِ ط'۔ (کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا)۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اصحاب فیل کو نہیں دیکھا، کیونکہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے گذرا تھا۔ یعنی آپ ﷺ نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ تو یہاں پر لفظ 'راء' سوچنے اور علم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح دوسرے آیات میں بھی 'اَلَم تَر' کے الفاظ کے ساتھ بنی اسرائیل کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ ہم نے حضرت موسیٰؑ کے قوم کو نہیں دیکھا ہے، جو ہزاروں کی تعداد میں گھروں سے نکلے تھے۔ بلکہ ہم نے اُن کے بارے میں سنا، جانا اور ہمارے علم میں یہ بات آگئی یعنی قرآن نے کہہ دیا کہ یہ واقعہ ہو گزرا ہے تو سمجھو ہم نے وہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ بلکہ آنکھ سے دیکھے جانے سے بھی زیادہ یقین ہو جاتا ہے۔ تو اس طریقے سے 'صُومُوا لِرُؤیَتِهِ' کا معنی اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ پتہ کرو چاند کا، علم حاصل کرو چاند کا، کہ وہ اُفق پر موجود ہے کہ نہیں۔ (اُفق پر موجود ہونے کا مطلب ہے پیدائش کے بعد اُفق پر موجود ہونا)۔

حدیث شریف (صحیح بخاری، 1958 ,1955,1956) میں آتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ اصحاب کرامؓ کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب شام کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ 'انزل فجدح لنا' کہ اپنی سواری سے اُترئیے اور ہمارے لیئے مشروب بنائیے۔ تو صحابیؓ نے عرض کیا کہ 'یا رسول الله ﷺ ،لو أمسیت' یارسول اللہ ﷺ اگر شام کا انتظار فرمایں تو اچھا رہے گا۔ آپ ﷺ نے پھر اُسے فرمایا 'انزل فجدح لنا'۔ کہ نیچے اُترئیے اور ہمارے لیئے مشروب بنائیے۔ تو صحابیؓ نے پھر عرض کیا کہ 'یا رسول الله ﷺ ان علیک نهاراً'۔ یارسول اللہ ﷺ ابھی تو دن باقی ہے۔ مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کیسی افطاری کر سکتے ہیں جبکہ ابھی افطاری میں وقت باقی ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا اُترئیے اور مشروب بنائیے۔ پھر آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا کہ ''اِذَارَأَیتُمُ اللَّیلَ اَقبَلَ مِن هَا هُنَا، فَقَد اَفطَرَ الصَّائِمُ، وَاَشَارَ بِاِصبَعِهِ قِبَلَ المَشرِقِ ''...کہ جب تم مشرق کی طرف سے اندھیرے کو آتا دیکھو لو تو افطار کر لیا کرو۔ تو لفظ 'رَأَیتُمُ' جب تم دیکھو، وہی لفظ ہے جو چاند دیکھنے کے لیئے استعمال ہوا۔ تو اُس زمانے میں اصحاب کرامؓ شام کے وقت باہر نکل کر مشرق کی طرف دیکھتے اور رات کو مشرق سے آتا دیکھ کر مغرب کی اذان کہتے، اور افطار

کرتے۔ لیکن آج کل ہم اس لفظ 'رآ ٔ' یا 'رایتم الیل' کی اس طرح تشریح نہیں کرتے یعنی آج کل کوئی بھی آدمی مشرق کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ گھڑیاں دیکھ کر مغرب کی اذان بھی دیتے ہیں اور افطار بھی کر لیتے ہیں۔ چونکہ مغرب کا وقت مقدس ہے اس لیئے فرمایا گیا کہ تم رات کو دیکھ کر افطار کر لیا کرو یا اذان دیا کرو، یعنی یہ علم حاصل کیا کرو کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ تو وہ علم گھڑیوں کے ذریعے ہوسکتا ہے، حساب (Calculation) کے ذریعے ہوسکتا ہے۔ کوئی بھی فقیہہ یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ باہر نکل کر مشرق کی طرف سے اندھیرا آتا دیکھ کر افطاری کریں۔ تو رویئت ہلال کے بارے میں اس لفظ کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ چاند کے بارے میں تحقیق کر لو، علم حاصل کر لو اور پھر روزہ رکھو۔ اور اسی طریقے سے روزہ افطار کر لو یعنی عید مناؤ۔

اس کی دوسری مثال قرآن پاک میں سحری سے متعلق آیت کی ہے کہ اُس آیت مبارکہ میں سفید اور کالے دھاگے کا ذکر ہے کہ جب سفید دھاگہ کالے دھاگے سے متمیز (Differentiate) ہو جائے تو کھانا پینا بند کر دو، اور روزہ شروع کر دو۔ اور تفاسیر میں آتا ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ اپنے سرہانے کے نیچے سفید اور کالا دھاگہ رکھا کرتے تھے اور سحری کے وقت اُس کو دیکھتے تھے۔ لیکن آج کل نہ تو ہم اُفق کو دیکھ کر سحری شروع کرتے ہیں اور بند کرتے ہیں اور نہ ہی ہم سفید اور کالے دھاگے کو دیکھتے ہیں بلکہ گھڑیوں اور نقشوں کو دیکھ کر سحری بند کرتے ہیں۔ حالانکہ یہاں بھی لفظ 'راء' ہی استعمال ہوا ہے۔

تو سوچنے کی بات ہے کہ رمضان میں روزانہ دو مرتبہ سحری و افطاری کے وقت ہم گھڑیوں اور نقشوں کو دیکھ کر سحر و افطار کرتے ہیں، لیکن سال میں ایک مرتبہ واقع ہونے والے رمضان اور شوال کے موقع پر ہم چاند کو دیکھنا لازم ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نماز کے اوقات کو سورج کے حرکت کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ اور قرآن پاک میں تمام اوقات کا ذکر ہے۔ پہلے زمانے میں لوگ سورج کے نشانیوں یعنی سایہ وغیرہ کو دیکھ کر نماز پڑھتے تھے لیکن آج کل تمام نمازوں کے لیئے گھڑیوں اور نقشوں کا استعمال ہوتا ہے۔ اور کسی بھی فقیہہ نے اس کے اوپر اعتراض نہیں لگایا۔ تو جس چیز کو قرآن پاک نے سورج کی حرکات کے ساتھ منسلک کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک نماز کے اوقات پر عمل کر کے دکھایا اور بتایا تھا اور اصحابہ کرامؓ سورج کی حرکات کو دیکھ کر عمل کرتے تھے، تو اُس کو آج ہم نے گھڑیوں کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ تو دین جو آپ کے پانچ وقت نماز کو حسابی وقت کے ساتھ منسلک کر کے کوئی خرج محسوس نہیں کرتا، اور وہ دین جو سحر و افطار کے اوقات کو گھڑی کے ساتھ منسلک کرنے پر کوئی قدغن نہیں لگاتا، تو وہ دین سال میں ایک مرتبہ رمضان اور عید کو متعین (determine) کرنے اور estimate کرنے پر کوئی قدغن نہیں لگائے گا۔ تو جس طرح حساب فلکیہ نماز اور سحور و افطار کے اوقات کو متعین کرنے میں جائز ہے اسی طرح رمضان کو شروع کرنے اور ختم کرنے کے لیئے بھی اس کے استعمال میں کوئی خرج نہیں ہونا چاہیے۔ اور نبی پاک ﷺ نے بھی بعض دفعہ مہینے کو چاند دیکھے بغیر شروع کیا۔ بخاری اور مسلم شریف میں حدیث موجود ہے (بخاری حدیث نمبر 1910 و 1911، مسلم حدیث نمبر 2520، 2521، 2522، 2523)، جس میں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ قسم کھائی کہ آپ ﷺ ایک مہینے تک اپنی بیویوں کو نہیں دیکھے گے۔ لیکن جب 29 دن پورے ہو گئے، تو اللہ کے نبی ﷺ گھر تشریف لے آئے۔ تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اے رسول اللہ ﷺ آپ نے تو قسم اُٹھائی تھی کہ آپ ﷺ ایک پورا مہینہ گھر تشریف نہیں لے آئینگے۔ اور 29 دن پورے ہوئے تو آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ دراصل 29 دن کا ہی ہوتا ہے، تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے چاند دیکھا تو میں اس لیئے گھر میں آیا ہوں یا کسی اور نے چاند دیکھا اور مجھے بتایا بلکہ آپ ﷺ نے دنوں کو شمار کیا اور 29 دن پورے کئے۔ تو صرف دنوں کو گنتی کر کے چاند کو دیکھے بغیر آپ ﷺ نے نیا مہینہ شروع کر دیا۔

چاند کو دیکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ چاند کو دیکھ کر یہ یقین حاصل کر لیں کہ نیا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ دیکھنا اپنی ذات میں فرض نہیں ہے۔ اگر حسابات فلکیہ اس یقین کو ثابت کر دے تو اس کو استعمال کرنا کوئی بری بات نہیں ہے۔ وہ عین اسلام ہے اور شریعت کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم

پاکستانی اہل علم کی رائے (بحوالہ اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ 09-2008):

(ا) رویئت ہلال کمیٹی غلط ہے، اسے فی الفور ختم کر دینا چاہیئے۔ اس کی جگہ علم فلکیات کے ماہر سائنسدانوں پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے۔ کئی سالوں سے رویئت ہلال کمیٹی بنائی جائے۔ کئی سالوں سے رویئت ہلال کمیٹی کی طرف سے چاند نظر آنے یا نہ آنے کی وجہ سے پریشان کیا جا رہا ہے۔ معتکفین رات گئے تک تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ رویئت ہلال کمیٹی میں علماء کا ہونا کوئی غلط نہیں، آج کا دور سائنسی ہے، اس لیئے سائنس دانوں پر مشتمل کمیٹی بنانی چاہیے اور سائنسی فارمولا کو اپنایا جائے۔ (ڈاکٹر طاہر القادری، روزنامہ پاکستان، 21 جنوری، 2000)

(۲) اسلام میں امت کی وحدت، یگانگت اور سوچ اپنانے کی تلقین کی گئی ہے، اگر مسیحی برادری اور دوسرے مذاہب کے پیروکار اپنے تہوار ایک ہی روز مناتے ہیں، تو مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ عید اور روزے سمیت اپنے مقدس ایام تضادات کا شکار ہونے سے بچائیں اور انہیں متفقہ اور عالمگیر بنائیں، مکہ مدینہ پوری امت مسلمہ کے دینی و روحانی مراکز ہیں اور جس طرح مناسک حج ہیں، ہم وہاں کی پیروی کرتے ہیں، اسی طرح رویئت ہلال سے متعلق ہمارے اختلاف کا واحد حل بھی یہی ہے کہ اس ضمن میں ہم وہاں کا اتباع کریں۔ (قاری روح اللہ مدنی، رونامہ پاکستان، 13 جنوری 2000)

(۳)۔ چاند نظر آنے یا نہ آنے کے بارے میں معلومات مہیا کرنا ایک تکنیکی معاملہ ہے اور جو لوگ فلکیات کے علوم میں فارغ التحصیل ہیں، اس سلسلے میں ان کی رائے ہی لینی چاہیے۔ ستاروں اور سیاروں کی دنیا کے بارے میں معلومات ستاروں اور سیاروں کے علوم میں مہارت رکھنے والوں سے ہے حاصل کرنی چاہئیں۔ (اعظم سلطان سہروردی ایڈووکیٹ، رونامہ خبریں، 15 جنوری 2000)

(۴)۔ جب میں اس مطالبے یا تجویز کی حمایت کرتا ہوں کہ رویئت ہلال کمیٹی ماہرین فلکیات پر مشتمل ہونی چاہیے تو اس کی دلیل بھی ہے۔ وہ دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''ہم امت امی ہیں، ہم لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب کرنا نہیں جانتے۔ چاند 29 یا 30 دنوں کا ہوگا''۔ تاہم جب اُمت اُمیت سے نکل گئی ہے اور ہم پڑھنا لکھنا اور حساب کتاب کرنا سیکھ گئے ہیں، تو اس وقت چاند کا کام علماء کرام کے بجائے ماہرین فلکیات کے سپرد کرنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ وہ حساب کتاب بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ جب حساب کتاب (چاند کی تاریخوں کا) درست ہوگا تو پھر کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔ (مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، روزنامہ خبریں، 17 جنوری 2000)

۵۔ جس طرح حج کے لیے پوری دنیا کے مسلمان مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے اور میدان عرفات میں وقوف کے دوران خطبۂ حج سنتے اور اسلامی امہ کے اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں، اسی طرح رمضان اور عیدین میں بھی خانہ کعبہ کو مرکز مان کر اس اتحاد کو قائم رکھا جا سکتا ہے، بلکہ پوری دنیائے اسلام میں اسی اسلامی تقویم کے اطلاق کو ممکن بنایا جا سکتا ہے، جو کعبہ کی سرزمین میں نافذ العمل ہوتی ہے، جیسا کہ اس وقت پوری دنیا انفارمیشن ٹیکنالوجی کے کرشمے کے نتیجے میں گلوبل ویلیج کا نقشہ پیش کر رہی ہے اور دنیا میں رونما ہونے والے کسی بھی واقعہ کی اطلاع چند سیکنڈز میں زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتی ہے، تو رویئت ہلال کا مسئلۂ آفاقی بنیادوں پر حل کیوں نہیں کیا جا سکتا اور اس سلسلے میں اجتہاد سے گریز کیوں کیا جا رہا ہے۔ (جناب متین فکری، روزنامہ جنگ، 21 جنوری 2000)

برعکس آراء

(ا)۔ عید الفطر مسلمانوں کا تہوار ضرور ہے مگر اسے منانے کے دن کی وحدت کو مسلمانوں کے اتحاد اور وحدت فکر و نظر کی علامت بنانے کی کوشش صریحاً نا مطلوب اور غیر فطری بات ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ اس تہوار کے ایک ہی دن منانے کو کسی ملک یا پوری دنیا میں مسلمانوں کے اتحاد اور وحدت و اکائی کا مظہر

بنایا جاسکے۔ اگر یہ اللہ اور اللہ کے رسول کو مطلوب ہوتا تو وہ اس تہوار کو منانے کے وقت کے تعین کا کوئی ایسا طریقہ قرآن وسنت میں وضع کر دیتے کہ جس کے تحت دنیا میں عید ہر جگہ ایک ہی وقت میں منائی جاسکتی۔ آغاز رمضان ہو یا آغاز شوال (عیدالفطر) اسے رویئت ہلال سے مشروط کیا ہے اور رویئت ہلال کا وقت پوری دنیا میں یا کسی ایک وسیع علاقے میں ایک ہی ہونا ضروری نہیں ہے، چنانچہ کسی ملک کے دور دراز مقامات پر اگر عید مختلف ایام میں منائی جارہی ہو تو اسے قومی اتحاد کے پارہ پارہ ہوجانے یا ٹوٹ جانے سے تعبیر کرنا انتہائی نادانی کی بات ہے۔ جب طلوع وغروب آفتاب دنیا میں ایک ہی وقت میں نہ ہو رہا ہو اور اسلام آباد اور کراچی کے درمیان طلوع وغروب آفتاب میں تقریباً آدھے گھنٹے کا فرق ہو، سعودی عرب اور پاکستان میں طلوع وغروب آفتاب میں دو گھنٹے کا فرق واقع ہوجاتا ہو، تو اسی طرح رویئت ہلال دنیا کے ہر مقام پر ایک ہی وقت میں نہیں ہوسکتی۔ سعودی عرب میں آغاز شوال ہر سال پاکستان سے ایک دو روز قبل ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس فرق کے باوجود سعودی عرب اور پاکستانی مسلمان ایک ہی امت کے افراد رہتے ہیں، دو امتوں میں نہیں بٹ جاتے، یاد رہنا چاہیے کہ مسلمانوں میں اتحاد ان کے عقیدے سے قائم ہوتا ہے، تہواروں کے دن سے نہیں۔ اگر ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم میں سحر وافطار کا وقت ایک نہ ہونے سے قومی اتحاد متاثر نہیں ہوتا، تو تہوار کا دن مختلف ہوجانے سے قومی یگانگت میں کیوں کر فرق آسکتا ہے۔ اس بنیاد پر تنازعات کھڑے کرنا اور مصنوعی تہواری وحدت کے قیام کی بحث چھیڑ دینا بڑی نادانی کی بات ہے۔ (پروفیسر متین الرحمٰن مرتضیٰ، روزنامہ اسلام، یکم نومبر 2006)

(۲)۔ آج کل بعض جدت پسند اہل علم یہ کہتے ہیں کہ رویئت علم کے معنی میں ہے اور چونکہ موجودہ دور میں سائنسی اور فنی ذرائع علم سے چاند کی رویئت کا ظن غالب ہوجاتا ہے، تو اس پر اعتماد کرکے مستقل اسلامی کیلنڈر بنالیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ رویئت کا حقیقی معنی آنکھ سے دیکھنا ہے اور اسے علم کے معنی میں لینا مجاز ہے اور اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب کسی لفظ کا حقیقی معنی لینا دشوار نہ ہو تو اسے مجاز پر محمول نہیں کریں گے۔ ہمارے نظام رویئت کا مدار بنیادی طور پر رویئت بصری پر ہے۔ لیکن اگر سائنسی اور فنی ذرائع سے ہمیں کسی چیز کا علم قطعی یا ظن غالب ہوجائے، تو شرعاً اس سے استفادہ کرنے میں حرج نہیں ہے، بلکہ کرنا چاہیے اور ہم بہت سے دینی معاملات میں ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہم دینی مسائل کو شرعی اصولوں ہی کے مطابق حل کرتے ہیں لیکن ان اصولوں کا اطلاق کرنے میں قطعی سائنسی معلومات پر مدار رکھ سکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک رویئت ہلال کا اصل مدار عینی رویئت پر ہے، ہمارے ہاں چند منحرفین کو موجودہ نظام کا پابند بنانے میں حکومت ناکام ہے، تو محض سائنٹیفک نظام کا پابند انہیں کون سی اتھارٹی بنائے گی؟ (مفتی منیب الرحمٰن، روزنامہ اسلام، 6 ستمبر 2007)

اعتراض

حسابات فلکیہ والے حضرات رویئت وحدہ کے قائل حضرات پر یہ اعتراض لگاتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ساری دنیا میں مہینہ ایک ہی دن شروع ہو، جبکہ برصغیر میں رات ہو تو امریکہ میں دن ہوتا ہے، اور یہاں دن ہو تو وہاں رات ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مہینہ تو شروع ہی رات سے ہوتی ہے اور دنوں کے حساب میں دن اور رات دونوں شامل ہوتے ہیں، یعنی 24 گھنٹے میں زمین اپنی محور پر ایک چکر مکمل کرتی ہے، اس کو ایک دن کہا جاتا ہے، جمعہ کی نماز کو لے لیں، ایک دن میں یعنی 24 گھنٹوں میں تمام دنیا میں اپنے اپنے وقت پر پڑی جاتی ہے، پھر دوسرا دن شروع ہوجاتا ہے، جیسے شمسی تقویم (گریگورین کیلینڈر) کا مہینہ بالفرض جنوری پوری دنیا میں ایک ہی دن شروع ہوجاتا ہے، فرق اتنا ہوتا ہے کہ کسی جگہ پر دن کے 10 بجے ہوتے ہیں تو کسی جگہ پر رات کے 10 بج جاتے ہیں۔ جدھر جدھر رات کے 12 بجتے جائینگے، وہاں وہاں پر نیا دن شروع ہوتا جائے گا یعنی تاریخ تبدیل ہوتا جائے گا۔ اس میں کسی قسم کی مشکل درپیش نہیں آتا۔ اسی طرح قمری مہینہ بھی پوری دنیا میں ایک ہی دن شروع ہوسکتا ہے۔

مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب ہم اختلاف المطالع (Local Sighting) کو اتحاد المطالع یا رویئت وحدہ (International

(Sighting) پر ترجیح دینے لگتے ہیں، مثال کے طور پر ملائیشیا میں شوال کا چاند نظر نہیں آیا اور پاکستان میں 4 جنوری کو شوال کا چاند نظر آ گیا تو ظاہر ہے، 5 جنوری کو عید منائی جائے گی، اب پاکستان سے لے کر امریکہ تک جتنے بھی ممالک ہیں وہاں پر بھی لازماً چاند نظر آئے گا کیونکہ وہ مغرب کی طرف ہے، اگر ملائیشیا اور جاپان والے رویئت وحدہ پر عمل کرتے ہیں، تو وہ پاکستان یا کسی بھی دوسرے ملک سے رویئت لے کر آرام سے 5 جنوری کو عید منا سکتے ہیں، لیکن اگر یہ ممالک اختلاف المطالع پر یقین رکھتے ہیں تو پھر مسلۂ بنے گا، کہ وہ 5 جنوری کو چاند دیکھیے گے اور 6 جنوری کو عید منائے گے۔

رویئت ہلال کے سلسلے میں ہجری کیلنڈر کے اجراء پر اسلامی نظریاتی کونسل میں غور وخوض

(۱) ایک عرصہ سے اسلامی نظریاتی کونسل کو تحریری صورت میں اسلامی کیلنڈر کی ترویج اور ملک میں ہر سال رویئت ہلال کے تنازعہ کے پیش نظر اس مسلۂ کے حل کرنے کے سلسلے میں عملی اقدام کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔اس بات کے پیش نظر چیئرمین کونسل جناب ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے ماہرین کے ساتھ کئی مشاورتی اجلاس کیے تاکہ ایک بین الاقوامی اسلامی کیلنڈر کی ترویج میں حائل مشکلات کے جائزہ کے ساتھ ساتھ ماہرین فلکیات کی رائے اور فقہی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ یا کسی اور مقام کو مرکز قرار دینے کے امکان پر غور وخوض کیا جاسکے۔

(۲) حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہجری کیلنڈر کا آغاز ہوا اور مسلمانوں کے ہاں اس کے مطابق عمل ہوتا رہا۔استعماری دور میں عیسوی کیلنڈر کا رواج شروع ہوا، تو ہجری کیلنڈر عام استعمال میں نہ رہا۔آج جب امت مسلمہ کی وحدت کی تحریک زور پکڑ رہی ہے، تو اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ عالم اسلام میں یک جہتی ہو۔ہجری کیلنڈر اختیار کرنے سے امت میں یک جہتی کا رجحان یقیناً مضبوط ہوگا۔اگرچہ علم فلکیات اور جدید آلات کی بناء پر ایک قمری ہجری کیلنڈر کا امکان بہت قوی ہے، لیکن بعض اختلافات کی بناء پر ہجری کیلنڈر کو رواج دینے میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔

غور وخوص کے بعد کونسل نے مکہ مکرمہ کو مرکز بنا کر خالص سائنسی طریقے سے چاند کی ولادت کے لحاظ سے پوری دنیا کے لیئے ایک ہجری کیلنڈر تیار کرنے اور تمام مذہبی تہوار اس کے مطابق منائے جانے کی سفارش کی۔(اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ 09-2008،ص 37 تا 38)

سابقہ کونسلوں کی آراء

ا۔ شریعت کی روشنی میں رویئت ہلال میں اصل ہلال کی رویئت بصری (یعنی چاند کا آنکھوں سے دیکھنا) یا تیس کی گنتی کا پورا ہونا ہے۔حساب بجائے خود رویئت کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔فلکیاتی حساب خواہ وہ کمپیوٹر کی مدد سے ہی کیوں نہ ہو، بجائے خود رویئت کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔البتہ کمپیوٹر کو ایک قرینے کی حیثیت سے صرف اس حد تک قبول کیا جاسکتا ہے کہ اگر کمپیوٹر کی رو سے 29 تاریخ کو کسی خاص مقام پر چاند قابل رویئت بصری ہے تو اگر ایک گواہ بھی اس خاص مقام پر اس کے دیکھنے کی شہادت دے دے، تو وہ شہادت رویئت ہلال رمضان کے لیے کافی ہوگی اور اگر کمپیوٹر کی رو سے چاند پاکستان کے کسی حصے میں قابل رویئت بصری نہ ہو، تو گواہان کی تعداد کا کثیر ہونا ضروری ہوگا، یعنی ایسی تعداد جس کا جھوٹ پر اکھٹا ہونا عقلاً ممکن نہ ہو۔کمپیوٹر کے ذریعے یہ بات ممکن ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے یا بعد کسی بھی وقت آسمان پر ہلال کا صحیح مقام، کہ وہ کس جگہ موجود ہے، دریافت کیا جاسکتا ہے، کیونکہ کمپیوٹر کے ذریعے حساب وغیرہ سرعت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔لیکن خود کمپیوٹر چاند کو دیکھ نہیں سکتا، چنانچہ اصل سوال یہ نہیں ہے کہ مغربی افق پر چاند موجود ہے یا نہیں۔ بلکہ لازمی امر یہ ہے کہ وہ آنکھوں کو نظر آئے تاکہ وہ شرط پوری ہوجائے جو شریعت نے عائد کی ہے۔یہ تأثر کہ کسی مقام پر چاند کے نظر آنے کی قطعی تاریخ کا حساب فلکیاتی فاصلوں کی مدد سے صحت کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے، درست نہیں ہے۔بلاشبہ کمپیوٹر کی ایجاد نے اس تأثر کو صحت کے قریب کرنے میں مددی

ہے،لیکن کمپیوٹر کے ذریعے پوری صحت کے ساتھ چاند کی موجودگی کا تعین اس پر مبنی ہوگا کہ جو ضروری میٹریل کمپیوٹر کے حوالے (Feed) کیا گیا ہے، وہ صحیح ہے چنانچہ اصل سوال یہ نہیں ہے کہ ہلال کا قطعی موقع ومحل کسی مہینے کی 29 تاریخ کو کیا ہے، بلکہ اہم بات یہ ہے کہ آیا اس 29 تاریخ کو چاند دیکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ چونکہ چاند کے نظر آنے کا انحصار آسمان کی کیفیات پر ہے،ان کیفیات میں چاند کی مرئیت (Visibility) اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن مقام اور وقت کے لحاظ سے اس میں فرق ہو جانے کے سبب قطعیت کے ساتھ رویئت بصری ہمیشہ ممکن نہیں ہے، کیونکہ جس وقت آسمان بظاہر بادلوں سے صاف ہوتا ہے، اس وقت بھی گرد وغبار اور دھند کی موجودگی کے باعث نہروں کے نزدیک اس کی رویئت ممکن نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں سورج کی روشنی میں اس کا انعکاس بھی رویئت بصری میں مانع ہوتا ہے۔

لہٰذا کونسل رویئت ہلال کے لیئے کمپیوٹر کو فیصلہ کن حیثیت دینے کے حق میں نہیں ہے۔ (سالانہ رپورٹ 84-1983، ص 9 تا 11)

۲۔ کونسل نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا سعودی عرب کے اعلان کو صحیح مانا جائے؟ اس رائے کا اظہار کیا:

''سعودی عرب کے حدود میں اعلان قضاء نافذ ہو جائے گا، سعودی عرب کے حدود سے باہر شرعی دلائل کی بناء پر اس اعلان کے ردوقبول کا اختیار ہے''۔(سالانہ رپورٹ 03-2002، ص 236)

۳۔ اس سوال کے جواب میں کہ آبزرویٹری کی معلومات پر کس حد تک اعتماد صحیح ہے؟ کونسل نے موقف اختیار کیا:

''شہادت کے ردوقبول سے متعلق فیصلہ / نتیجہ پر پہنچنے کے لیے ان معلومات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے لیکن صرف ان معلومات کو دارومدار بنا کر رویئت یا عدم رویئت کا اعلان نہیں کیا جاسکتا''۔(سالانہ رپورٹ 03-2002، ص 236)

(از محمد خالد سیف، سینئر ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ 09-2008، ص 61 تا 64)

<u>رویئت ہلال پر رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس اور اس کے نتائج</u>

<u>پس منظر</u>

(بحوالہ مراسلہ مؤرخہ 9 مئی 2012 از رکن کونسل جناب مولانا محمد حنیف جالندھری بنام چیئرمین و مراسلہ مؤرخہ 11 ستمبر 2012 از گروپ کیپٹن (ر) امتیاز علی بنام چیئرمین بذریعہ ای میل)۔ دونوں مراسلوں میں رویئت ہلال کے مسلۓ پر غور وخوض کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ جناب جالندھری صاحب نے مزید تحریر فرمایا ہے کہ رابطہ عالم اسلامی نے مکہ مکرمہ میں رویئت ہلال کے مسلۓ پر علماء اور ماہرین فلکیات کی ایک عالمی کانفرنس منعقد کی اور کانفرنس کے اختتام پر ایک قرارداد منظور کی جس کی روداد جناب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے مرتب فرمائی۔ اگر کونسل اس قرارداد کی روشنی میں پاکستان میں رویئت ہلال کے مسلۓ پر اتفاق رائے پیدا کرنے میں کوئی کردار ادا کر سکے تو بہتر ہوگا۔ جناب چیئرمین کی ہدایت پر جالندھری صاحب کے متذکرہ بالا مراسلے کو کونسل کے غور وخوض کے لیے پیش کیا گیا۔ کونسل نے قرارداد کے حسب ذیل نکات کی خواندگی کی:۔

۱۔ قمری مہینے کے آغاز اور اختتام کے ثبوت کے لیے اصل معیار چاند کو دیکھنا ہے، چاہے وہ آنکھ یا رصدگاہوں اور فلکی آلات کے ذریعے ہو، وگرنہ تیس دن مکمل کئے جائیں۔

۲۔ سال کے ہر مہینے میں چاند کی جستجو واجب علی الکفایۃ ہے۔

۳۔ گواہی دینے والے شخص میں گواہی کو قبول کرنے کی معتبر شرائط پائی جائیں اوراس کے موانع اس میں نہ ہوں۔

۴۔ فلکی حساب ایک مستقل علم ہے، جس کے اپنے اصول اور قواعد ہیں، اس کے بعض نتائج کی رعایت رکھنا مناسب ہے۔

۵۔ ایک ملک کی مسلم اقلیتوں کے لیے اس ملک کے بعض علاقوں میں چاند کو دیکھنا باقی علاقوں کے مسلمانوں کے لیے کافی ہوگا۔

۶۔ جن ممالک میں مسلم اقلیتیں مقیم ہیں اور انہیں چاند نظر آنا کسی وجہ سے ممکن نہیں تو وہ قریب ترین مسلمان ملک کی رویئت پر عمل کریں۔

۷۔ قمری مہینے کے آغاز کا فیصلہ ایک شرعی معاملہ ہے اور با اختیار اداروں کے مقرر کردہ علماء شریعت کی ذمہ داری ہے۔

۸۔ لوگوں کے مصالح اور معاملات (میں آسانی) کی خاطر شریعت جدید علوم سے استفادہ کو منع نہیں کرتی۔

۹۔ جب کسی مہینے کا آغاز کسی شرعی ادارے کے ذریعے ثابت ہو اور اس پر مسلمان ملک کے سربراہ نے اعتماد کیا ہو تو اس پر بحث اور شکوک پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۰۔ مسلمان حکومتوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ رویئت ہلال کے لیے کچھ اداروں کو مختص کرنے کا اہتمام کریں۔

۱۱۔ کانفرنس نے رابطہ عالم اسلامی کو تجویز دی ہے کہ وہ ایک ایسا ادارہ تشکیل دے جو علماء شریعت اور ماہرین ہیئت پر مشتمل ہو، تاکہ دونوں میدانوں میں جو کام ہوا ہے اور دونوں اطراف کے اشتراک سے جو نتائج منظر عام پر آئے ہیں انہیں مجوزہ ادارہ مدون شکل میں **المجمع الفقھی** کے سامنے پیش کرے۔

<u>اراکین کی آراء کا خلاصہ:</u>

جناب مفتی محمد ابراہیم قادری نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں منعقدہ رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس کی روداد کے تمام مندرجات سے میں اتفاق کرتا ہوں اور جناب جالندھری صاحب سے بھی متفق ہوں کہ کونسل کو چاہیے کہ وہ رویئت ہلال کے مسلۂ پر اتفاق رائے پیدا کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔خیبر پختونخوا میں پچھلی بار چار عیدیں منعقد ہوئیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں اتحاد و یگانگت ہو۔خوش آئند بات یہ ہے کہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی میں کونسل کے تین ارکان شامل ہوئے ہیں۔ یہ ارکان جناب علامہ سید افتخار حسین نقوی، مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب اور بندہ ناچیز (جناب مفتی محمد ابراہیم قادری) ہیں۔ یہ معزز ارکان مرکزی رویئت ہلال کمیٹی اور صوبہ خیبر پختونخوا کے درمیان پل کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

رکن کونسل جناب حافظ محمد طاہر محمود اشرفی نے کہا کہ یہ تعصب کا مسلۂ ہے، مرکزی رویئت ہلال کمیٹی خیبر پختونخواہ کے لوگوں کی شہادت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، ادھر سے شہادت آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ شرعی معیار پر پوری نہیں اترتی، چاروں صوبوں کی گواہی برابر قبول ہونی چاہیے۔

جناب سید سعید احمد شاہ گجراتی نے کہا کہ میں مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کا رکن تھا۔ہم چند ارکان ایک بار ایسے ہی موقعہ پر مسجد مہابت خان گئے تاکہ وہاں کے علماء سے مشاورت کے نتیجہ میں عید پر اتفاق پیدا کیا جا سکے، انہوں نے ہمارے ساتھ عید اکٹھی منانے پر اتفاق کیا مگر جب ہم واپس آگئے تو انہوں نے بعد میں اگلے دن عید ہونے کا اعلان کر دیا۔میری تجویز ہے کہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی میں ان کو شامل کیا جانا چاہیے اور ان کو بھی رائے دینے کا موقع دینا چاہیے، تاکہ اختلاف دور ہو سکے۔

جناب مولانا محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ سب نکات اہم ہیں، عیدیں وحدت کا ذریعہ بنی چاہئیں، مرکزی رویئت ہلال کمیٹی تمام صوبوں کو برابر اہمیت دے، کونسل خیبر پختونخوا کے معتبر حضرات، مرکزی رویئت ہلال کمیٹی اور وزارت مذہبی امور کو مدعو کرے اور مذاکرہ کر کے اس مسلۂ کا حل نکالے،

رویت ہلال بنیادی طور پر حکومت کی ذمہ داری ہے، کونسل بھی حکومت کا ادارہ ہے، بعض ارکان کی طرف سے بتایا گیا کہ صوبہ خیبر پختونخوا میں اس صوبے کی رویت ہلال کے لیے سرکاری کمیٹی بھی ہے اور غیر سرکاری کمیٹیاں بھی ہیں، انہیں بھی مذاکرات کے لیے مدعو کیا جانا چاہیے۔

ان تجاویز و آراء کی روشنی میں کونسل نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ کونسل رویت ہلال کے بارے میں رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس کی سفارشات کو متفقہ طور پر تسلیم کرتی ہے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور صوبہ خیبر پختونخوا کی غیر سرکاری و سرکاری رویت ہلال کمیٹیوں میں اتحاد و یگانگت کے فروغ اور اختلافات کی خلیج پاٹنے کے لیے پل کا کردار ادا کرنے کی غرض سے کونسل کے زیر اہتمام ایک مجلس مذاکرہ منعقد کرانے کا اہتمام کیا جائے۔ (اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ 13-2012، ص 64، 75، 97)

محکمہ موسمیات، پاکستان کے چاند سے متعلق حسابات میں غلطیاں

محکمہ موسمیات پاکستان کی جانب سے ایک بین الاقوامی شش ماہی رسالہ شائع ہوتا ہے جس کا نام ہے 'پاکستان جنرل آف میٹیرولوجی' (Pakistan Journal of Meteorology)۔ اس رسالہ میں محکمہ موسمیات اپنے مختلف شعبہ جات سے متعلق تحقیقی مقالات (Research Papers) شائع کرتا ہے، اس رسالے کا اجراء 2004 میں عمل میں لایا گیا۔ اس رسالے کے جلد نمبر 12 میں، جس کا اجراء جنوری 2016 میں ہوا تھا، 'پاکستان میں رویئت ہلال کے مسائل' (Observational Issues of New Moon Sighting in Pakistan) کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ (Research Paper) شائع ہوا تھا، یہ تحقیقی کام تین محققین نے سرانجام دیا جن کے نام یہ ہیں: (۱) رحمٰن اے صاحب، محکمہ موسمیات، کراچی (۲) پروفیسر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد شاہد قریشی صاحب، انسٹیٹیوٹ آف اسپیس اینڈ پلینیٹری آسٹروفزکس، کراچی یونیورسٹی (۳) پروفیسر ڈاکٹر ندیم صادق صاحب، انسٹیٹیوٹ آف اسپیس اینڈ پلینیٹری آسٹروفزکس، کراچی یونیورسٹی: اس تحقیقی مقالے کے چیدہ چیدہ نقاط پیش خدمت ہیں۔

تعارف اور طریقۂ کار: رویئت ہلال کے مشاہداتی مطالعے کے لیئے جو طریقہ کار اپنایا گیا تھا وہ اس طرح تھا کہ محکمہ موسمیات کے مختلف مقامات پر موجود آبزرویٹریز (observatories) پر نصب 'تھیوڈولائٹ' (Theodolite) یعنی زاویہ پیا دوربین سے نئے چاند سے متعلق حساب لے کر کمپیوٹر کے دو پروگراموں (softwares) کے حساب کے ساتھ جانچا جاتا تھا، اور نتائج اخذ کئے جاتے تھے، کمپیوٹر کے دونوں پروگراموں کے نام بالترتیب 'مون کیلکولیٹر ورژن 6.0' (Moon Calculator V6.0) اور 'ایکوریٹ ٹائم' (Accurate Time) ہیں۔ نئے چاند کا مشاہدہ ہر رصد گاہ (pilot ballon observatory) پر اسلامی مہینے کی 29 تاریخ کو کیا جاتا تھا، اگر 29 تاریخ کو چاند نظر نہ آتا تو مشاہدہ 30 تاریخ کو کیا جاتا تھا، اگر دونوں دنوں میں سے کسی بھی وجہ سے چاند نظر نہ آتا، تو مشاہدہ تیسرے دن کیا جاتا تھا۔

تھیوڈولائٹ یا زاویۂ پیا دوربین: یہ ایک ایسا دوربین ہے جو محکمہ موسمیات کے مختلف مشاہداتی مراکز (observatories) پر اونچائی پر نصب ہوتے ہیں جن کے ذریعے افقی اور عمودی زاویوں کی پیائش کی جاتی ہے، افقی پیائشی زاویوں کو azimuth اور عمودی پیائشی زاویوں کو elevation یا altitude کہا جاتا ہے۔ azimuth کا مطلب وہ زاویہ ہوتا ہے جو شمال کے حوالے سے چاند یا کسی ستارے کی سمت بتاتا ہے، اور elevaton یا altitude اونچائی، بلندی اور ارتفاع کو کہا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں یہ آلہ عام طور پر ہوا کا رخ اور رفتار معلوم کرنے کے لیئے استعمال ہوتا ہے، لیکن پاکستان میں سرکاری طور پر نئے چاند کی رویئت کے لیئے استعمال ہو رہا ہے۔ اس آلہ کے ذریعے بلندی altitude کی پیائش میں غلطیاں ہوتی ہیں، اس وجہ سے محکمہ موسمیات کے اہلکاروں کے لیئے اس آلہ کے ذریعے پہلے دن کا چاند دیکھنا مشکل ہوتا ہے، اس تحقیقی مطالعے کے مطابق کسی ایک بھی مبصر (محکمہ موسمیات کا اہلکار) نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے تھیوڈولائٹ سے چاند دیکھ لیا ہو جو آنکھ سے نہ دیکھا جا سکا ہو۔

رصد گاہوں (observatories) سے نئے چاند دیکھنے کی رپورٹ محکمہ موسمیات کے کراچی کیمپ آفس میں بھجوائے جاتے ہیں جہاں پر وہ رپورٹ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے سامنے ثبوت کے طور پر پیش کی جاتی ہیں، رویئت ہلال کمیٹی پورے پاکستان سے بھی چاند دیکھنے کے شواہد (شہادتیں) اکھٹے کرتے ہیں، شہادتوں کو اسلامی اُصولوں کے مطابق پرکھا جاتا ہے، اگر شہادتیں محکمہ موسمیات کے رپورٹ کے مطابق ہوں یا اُن کے مطابق شرعی طور پر صحیح ہوں تو رویئت ہلال کمیٹی نئے چاند دیکھنے سے متعلق اعلان کر دیتی ہے۔

اس مشاہداتی مطالعے میں چار سال کے دوران (جنوری 2007 سے لیکر نومبر 2010 تک) نیا چاند دیکھنے کے لیئے کل 288 مشاہدات کئے گئے، یہ مشاہدات 'زاویہ پیما' (theodolite) کو استعمال میں لاتے ہوئے محکمہ موسمیات کے چھ مراکز (کراچی، حیدرآباد، جیوانی، شہید بینظیر آباد، چور

اورجیکب آباد) میں کئے گئے، یہ مراکز اس لیئے چنے گئے کیونکہ جنوبی حصے میں واقع ہونے کی وجہ سے یہاں چاند نظر آنے کے مواقع نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز(Meteorological Observing Station) کراچی:

یہ سب سے پرانا مرکز ہے اس کا قیام 1856ء میں عمل میں لایا گیا تھا۔ یہاں پر کل 48 مشاہدات کئے گئے، جن میں سے 5 مرتبہ تو چاند دھند یا بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آسکا۔ باقی 43 مشاہدات کو جب کمپیوٹر سافٹ ویئر کے دونوں پروگراموں کے ساتھ پرکا گیا تو 43 میں سے چاند کی بلندی (altitude) کے 18 اور افقی زاویہ (azimuth) کے 20 مشاہدات کے نتائج درست نکلے، جبکہ بلندی altitude کے 25 اور افقی زاویئے azimuth کے 23 مشاہدات کے نتائج غلط نکلے۔ کمپیوٹر کی زبان میں اس غلطی کو error کہا جاتا ہے، اس مرکز پر پہلے دن (یعنی 29 تاریخ کو) 10 مشاہدات کئے گئے، دوسرے دن 28 اور تیسرے دن 5 مشاہدات رپورٹ ہوئے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ چار سالوں میں اس مرکز پر صرف 10 مرتبہ (یعنی تقریباً 23 فیصد) اسلامی مہینے کی 29 تاریخ چاند نظر آیا تھا وہ بھی دوربین کے ذریعے، اور 28 مرتبہ (یعنی تقریباً 65 فیصد) اسلامی مہینے کی 30 تاریخ کو چاند نظر آیا، جبکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ 29 تاریخ کو 50 فیصد سے زیادہ مواقعوں پر چاند نظر آتا، لیکن ایسا نہیں ہے، حدیث شریف ملاحظہ ہو: حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تیس دن کے روزے کے مقابلے میں انتیس دن کے روزے زیادہ رکھے ہیں۔ (سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2322، سند: صحیح)

اب اگر ہم زاویہ پیما دوربین (theodolite) سے حاصل شدہ ڈیٹا میں غلطیوں کا جائزہ لیں تو وہ اس طرح ہے، کہ بلندی (altitude) کی درستگی 42% اور غلطی 58% رہی، جبکہ افقی زاویئے (azimuth) کی درستگی 46.5%، اور غلطی 53.5% رہی۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز(Meteorological Observing Station) حیدرآباد

کل 48 مشاہدات کئے گئے، 5 مرتبہ بادلوں اور دھند وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آسکا، جبکہ 6 مرتبہ چاند دیکھا گیا مگر دیکھنے کا وقت ریکارڈ نہیں کیا گیا، باقی ماندہ 37 مشاہدات میں سے altitude کے 4 مشاہدات اور azimuth کے 18 مشاہدات کے نتائج کمپیوٹر پروگرام (MoonCal V6.0) کے مطابق صحیح نکلے۔ جبکہ بلندی (altitude) کے 33 مشاہدات اور افقی زاویئے (azimuth) کے 19 مشاہدات کے نتائج میں غلطی پائی گئی۔ 31 مشاہدات کے نتائج کا کمپیوٹر پروگرام (Accurate Time) کے ڈیٹا کے ساتھ تجزیہ کیا گیا۔ بلندی (altitude) کے 4 اور افقی زاویئے (azimuth) کے 18 مشاہدات کے نتائج درست پائے گئے، جبکہ بلندی (altutude) کے 28 اور افقی زاویئے (azimuth) کے 12 نتائج میں غلطی پائی گئی۔ اس اسٹیشن پر پہلے دن 8 مشاہدات کئے گئے، دوسرے دن 17 اور تیسرے دن 7 مشاہدات کئے گئے۔ (تیسرے دن مشاہدات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلے دو دن یعنی اسلامی مہینے کی 29 اور 30 تاریخوں میں چاند دھند، بادلوں یا کسی اور وجہ سے نظر نہ آسکا تھا)۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز(Meteorological Observing Station) جیکب آباد

اس اسٹیشن پر کل 40 مشاہدات کئے گئے، 2 مرتبہ چاند نظر آیا مگر دیکھنے کا وقت ریکارڈ نہیں کیا گیا، جبکہ 6 مرتبہ چاند بادلوں اور دھند وغیرہ کی وجہ سے نظر نہ آسکا۔ باقی ماندہ 32 مشاہدات میں سے افقی زاویئے (azimuth) کا کوئی ایک بھی مشاہدہ کمپیوٹر کے دونوں پروگراموں کے ساتھ یکساں

(consistent) نہیں پایا گیا۔ جبکہ بلندی (altitude) کے صرف 5 مشاہدات کمپیوٹر کے دونوں پروگراموں کے حساب کے ساتھ یکساں (consistent) پائے گئے۔ باقی ماندہ 27 مشاہدات میں غلطی (error) پائی گئی۔ اس اسٹیشن پر پہلے دن 10 مشاہدات کئے گئے، دوسرے دن 27 اور تیسرے دن 3 مشاہدات کئے گئے۔

اس اسٹیشن کے حاصل شدہ ڈیٹا کے نتائج میں ایک عجیب بات یہ رونما ہوئی ہے کہ اکثر و بیشتر زاویہ پیما دوربین کی غلطی بلندی (altitude) میں پائی جاتی ہے جبکہ یہاں پر 32 مشاہدات کے نتائج میں افقی زاویئے (azimuth) کا ڈیٹا غلط نکلا۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز (Meteorological Observing Station) جیوانی

اس مرکز پر کل 48 مشاہدات کئے گئے، 2 مشاہدات میں چاند نظر آیا، مگر دیکھنے کا وقت ریکارڈ نہیں کیا گیا، جبکہ 17 مشاہدات میں چاند بادلوں اور دھند وغیرہ کی وجہ سے نظر نہ آ سکا۔ باقی ماندہ 29 مشاہدات میں سے افقی زاویئے (azimuth) کے 9 اور بلندی (altitude) کے 10 مشاہدات کے نتائج کمپیوٹر پروگراموں کے ساتھ ایک جیسے پائے گئے۔ جبکہ افقی زاویئے (azimuth) کے 20 اور بلندی (altitude) کے 19 مشاہدات کے نتائج میں غلطی (error) پائی گئی۔ اس اسٹیشن پر پہلے دن 10 مشاہدات کئے گئے۔ دوسرے دن 18 اور تیسرے دن 3 مشاہدات کئے گئے۔ ان مشاہدات کے نتائج (اس کی وضاحت بعد میں ہوگی) سے واضح ہے کہ ان تاریخوں میں چاند آنکھ کے ساتھ آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا ماسوائے ایک مشاہدے کے نتیجے کے۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز (Meteorological Observing Station) چھور Chhor

کل 48 مشاہدات میں سے 35 مشاہدات میں چاند نظر نہ آ سکا، باقی ماندہ 13 مشاہدات میں سے بلندی (altitude) کے 5 اور افقی زاویئے (azimuth) کے 9 مشاہدات کے نتائج کمپیوٹر ڈیٹا کے مطابق رہے، جبکہ altitude کے 8 اور azimuth کے 4 مشاہدات کے نتائج میں کمپیوٹر ڈیٹا کے حساب سے غلطی پائی گئی۔ اس اسٹیشن پر پہلے دن 10 مشاہدات کئے گئے، دوسرے دن 3 مشاہدات کئے گئے۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز (Meteorological Observing Station) شہید بینظیر آباد

کل 48 مشاہدات میں سے صرف 2 مشاہدات میں چاند نظر آیا، جبکہ 9 مشاہدات میں بادلوں اور دھند وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آ سکا، باقی ماندہ 37 مشاہدات میں سے altitude (بلندی) کے 14 اور azimuth (افقی زاویئے) کے 7 مشاہدات کے نتائج کمپیوٹر پروگرام moon calculator 6.0 کے مطابق رہیں۔ جبکہ altitude کے 11 اور azimuth کے 5 مشاہدات کے نتائج کمپیوٹر پروگرام accurate time کے مطابق رہیں۔ البتہ باقی مشاہدات کے نتائج میں غلطی پائی گئی (یعنی بلندی کے 23 اور افقی زاویئے کے 30 مشاہدات کے نتائج غلط نکلے)۔ اس اسٹیشن پر پہلے دن 10 مشاہدات کئے گئے، دوسرے دن 24 اور تیسرے دن 5 مشاہدات کئے گئے۔

غلط مشاہدات (Negative Observations)

تحقیقاتی ٹیم نے اپنے مطالعاتی کام میں کچھ مشاہدات کی طرف نشاندہی کی ہیں جو بالکل منفی نتیجوں کے حامل مشاہدات تھے، ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ محکمہ موسمیات مشاہداتی مرکز کراچی (meteorological observatory station karachi) پر ماہ شوال 1429 ھجری کا چاند 1 اکتوبر 2008 کو یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:30 (یعنی پاکستانی وقت کے مطابق 19:30) بجے دیکھا گیا جس کی بلندی (altitude) 10 ڈگری ریکارڈ کی گئی، مگر چاند کے غروب ہونے کا ٹائم یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:19 (یعنی پاکستانی وقت کے مطابق 19:19) بجے ریکارڈ کیا گیا۔ (چاند غروب ہونے کا وقت پہلے ہے اور رویئت 11 منٹ کے بعد ہو رہی ہے وہ بھی افق سے 10 ڈگری اونچائی پر، اب اگر ہم ایک ڈگری کو 4 منٹ کے حساب سے شمار کریں تو بھی چاند غروب ہونے میں 40 منٹ باقی تھے؟؟)۔ جنگ اخبار مورخہ 1 اکتوبر 2008 کے مطابق مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کو 30 ستمبر 2008 کی شام ملک کے مختلف علاقوں سے شہادتیں موصول ہوئیں۔ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی نے 1 اکتوبر 2008 کو عید الفطر منانے کا اعلان کر دیا۔ مشاہداتی مراکز حیدر آباد اور جیوانی میں بھی چاند 1 اکتوبر 2008 کو دیکھا گیا۔ اس منفی مشاہدات کی وجہ یہ تھی کہ مشاہداتی گھڑی کا ٹائم (یونیورسل ٹائم) مقامی وقت کے مطابق نہیں تھا۔

۲۔ محکمہ موسمیات مشاہداتی مرکز شہید بینظیر آباد پر ماہ شوال 1429 ھجری کا چاند 1 اکتوبر 2008 کو یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:42 (یعنی پاکستانی وقت کے مطابق 19:42) بجے دیکھا گیا جس کی بلندی (altitude) 10.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، مگر چاند کے غروب ہونے کا ٹائم یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:11 (یعنی پاکستانی وقت کے مطابق 19:11) بجے ریکارڈ کیا گیا۔ اس منفی مشاہدات کی وجہ یا تو یہ تھی کہ مشاہداتی گھڑی کا ٹائم (یونیورسل ٹائم) مقامی وقت کے مطابق نہیں تھا اور یا ٹائم غلط نوٹ کیا گیا تھا۔ اسی طرح اسی اسٹیشن پر ایک اور مشاہدے میں برائے ماہ شوال 1430 ھجری بمطابق 20 ستمبر 2009 (اسلامی مہینے کی 29 تاریخ) کو یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:40 بجے چاند نظر آنے کا دعویٰ کیا گیا، جبکہ چاند غروب ہونے کا وقت 14:13 بجے تھا۔

۳۔ مشاہداتی مرکز جیکب آباد میں چاند کا مشاہدہ برائے ماہ شوال 1429 ھجری بمطابق 1 اکتوبر 2008 کو کیا گیا۔ چاند نظر آنے کا وقت یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:16 بجے تھا اور افق سے بلندی 1.5 ڈگری تھی۔ مگر اسی تاریخ کو جیکب آباد میں چاند یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:08 بجے غروب ہوا تھا۔ اسی اسٹیشن پر ایک اور مشاہدہ برائے ماہ شوال 1430 ھجری کیا گیا جس میں چاند 20 ستمبر 2009 کو یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:35 بجے دیکھا گیا۔ جبکہ اسی دن جیکب آباد میں چاند غروب ہونے کا وقت 14:12 بجے تھا۔ وجہ وہی تھی کہ مشاہداتی گھڑی کا وقت مقامی وقت کے مطابق یکساں نہیں تھا۔

۴۔ مشاہداتی مرکز جیوانی میں چاند کا مشاہدہ برائے ماہ جمادی الثانی 1430 ھجری بمطابق 25 مئی 2009 کو کیا گیا۔ اس مشاہدے کی نتیجے میں چاند یونیورسل ٹائم کے مطابق 16:15 بجے نظر آیا۔ چاند کی افق سے بلندی 4.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، مگر اسی دن چاند غروب ہونے کا وقت 15:55 بجے تھا۔ وجہ یہ تھی کہ مشاہداتی گھڑی کا وقت مقامی وقت کے مطابق یکساں نہیں تھا۔

۵۔ مشاہداتی مرکز چور (Chhor) میں چاند کا مشاہدہ برائے ماہ جمادی الثانی 1430 ھجری بمطابق 25 مئی 2009 کو کیا گیا۔ چاند نظر آنے کا وقت یونیورسل ٹائم کے مطابق 15:35 بجے نوٹ کیا گیا اور چاند کی افق سے بلندی 10.2 ڈگری نوٹ کی گئی۔ جبکہ اسی اسٹیشن پر چاند کے غروب کا وقت یونیورسل ٹائم کے مطابق 15:19 بجے تھا۔ اسی اسٹیشن پر ایک اور مشاہدے میں جو برائے ماہ شوال 1430 ھجری بمطابق 20 ستمبر 2009 کیا گیا۔ چاند نظر آنے کا وقت یونیورسل ٹائم کے مطابق 15:33 بجے نوٹ کیا گیا اور چاند کی افق سے بلندی 6.8 ڈگری نوٹ کی گئی۔ جبکہ اسی اسٹیشن پر چاند غروب ہونے کا ٹائم 14:09 بجے تھا۔

اعداد وشمار(Data) میں غلطیوں کے وجوہات

تحقیقاتی ٹیم نے اعداد وشمار میں اتنی زیادہ غلطیوں کی جو وجوہات بیان کی ہیں اس کو میں مختصراً ذکر کرتا ہوں:

۱۔ بلندی(altitude) کے اعداد وشمار میں غلطیوں کی وجہ زاویہ پیما(theodolite) کی غلط leveling(ہموار لگانا) ہے۔

۲۔ افقی زاویے (azimuth) کے اعداد وشمار میں غلطیوں کی وجہ زاویہ پیما(theodolite) کا شمال(true north) کے ساتھ غلط سیٹنگ ہے۔

۳۔ تیسری وجہ زاویہ پیما(theodolite) کی نقطہ آغاز پیمائش(datum point) میں پائے جانے والی غلطی ہے۔

خلاصہ:

۱۔ رویئت ہلال کے سلسلے میں سب سے بڑا مسلۂ شہادتوں پر اعتماد کا ہے۔

۲۔ مشاہداتی مراکز سے ہمیں جو نتائج ملیں ہیں اُن میں درستگی بہت کم پائی گئی۔ جس کی دو وجوہات ہیں:

ا۔ آلات کے استعمال پر مامور اہلکاروں کی مہارت(skill) بالکل نہیں ہے۔

ب۔ مشاہداتی مراکز میں نصب گھڑیوں کا ٹائم مقامی وقت کے مطابق صحیح نہیں ہے۔

نتیجہ(Conclusion):

۱۔ اس مطالعاتی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ مشاہداتی مراکز پر نصب زاویہ پیما(theodolite) کے ذریعے چاند سے متعلق معلومات غیر تسلی بخش تھیں۔

۲۔ ان چھ مراکز میں افقی زاویے(azimuth) کے اعداد وشمار میں سب سے کم یعنی صفر فیصد درستگی جیکب آباد مرکز میں پائی گئی، جبکہ سب سے زیادہ درستگی جو 61 فیصد تھی چور(Chhor) مرکز میں پائی گئی۔

۳۔ اسی طرح بلندی(altitude) کے اعداد وشمار میں سب سے کم درستگی 11 فیصد حیدر آباد میں پائی گئی۔ جبکہ سب سے زیادہ درستگی 42 فیصد کراچی میں پائی گئی۔

۴۔ زاویہ پیما(theodolite) کے ذریعے سب سے زیادہ مشاہدات (48 میں سے 39) کراچی مرکز میں ریکارڈ کئے گئے جبکہ سب سے کم مشاہدات(48 میں سے 13) چور مرکز میں ریکارڈ کئے گئے۔

۵۔ پہلی تاریخ کو(یعنی اسلامی مہینے کے 29 کو) حیدر آباد مرکز میں 8 (16.6 فیصد)، جبکہ باقی مراکز پر 10 مشاہدات(20.83 فیصد) ریکارڈ کئے گئے۔

۶۔ کوئی ایک بھی مشاہدہ ایسا نہیں ہوا جس میں زاویہ پیما(theodolite) کے ذریعے تو چاند دیکھا گیا ہو مگر آنکھ سے نہ دیکھا گیا ہو۔

آیئے ان مشاہداتی مراکز پر زاویہ پیماً theodolite سے حاصل کی گئی ڈیٹا میں پائی گئی بڑی بڑی غلطیوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں، بڑی غلطی سے میرا مراد وہ فرق ہے جو 6 ڈگری سے زیادہ ہو، حالانکہ اس آلۂ سے حاصل شدہ اعداد وشمار میں اگر 1 ڈگری کا بھی فرق ہو تو وہ غلطی(error) شمار ہوتا ہے۔ ان تمام اعداد وشمار کا میں نے خود جانچ پڑتال کی ہے:

موسمیاتی مشاہداتی مرکز کراچی(MOS Karachi)

۱۔ 16 جون 2007 کو یونیورسل ٹائم کے مطابق 14:35 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:35 بجے) مشاہدہ کیا گیا۔ حاصل شدہ ڈیٹا کے مطابق نئے چاند کی افق سے بلندی (altitude) 6.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی۔ جبکہ کمپیوٹر کے دونوں پروگراموں کا ڈیٹا بالترتیب 15.1 ڈگری اور 15.0 ڈگری تھا یعنی پورے 9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے (azimuth) کا ڈیٹا 302.0 ڈگری حاصل کیا گیا جبکہ کمپیوٹر کے مطابق یہ ڈیٹا 292.5 تھا۔ یہاں بھی پورے 9.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی یہ اعداد وشمار لے کر دوربین کے ذریعے چاند دیکھنے کی کوشش کرے گا تو کیا اس کو چاند نظر آ سکے گا؟ جواب ہے کبھی بھی نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ حاصل شدہ اعداد وشمار کے مطابق دوربین کو شمال سے 58.0 ڈگری مغرب کی طرف لگایا جائے گا، یعنی 302 ڈگری پر، اور افق سے 6 ڈگری اوپر کی طرف دیکھنے کی کوشش کی جائے گی، جبکہ چاند شمال سے 67.5 ڈگری مغرب کی طرف اور 15.0 ڈگری بلندی پر ہوگا۔ بتا تا چلوں کہ رویئت ہلال کمیٹی کے اہلکار محکمہ موسمیات سے ہی اعداد وشمار لے کر چاند دیکھنے کے لیئے دوربین سیٹ کرتے ہیں۔

۲۔ 17 جولائی 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 4.0 ڈگری تھا۔ لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:50 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:50 بجے) لیا گیا تھا، 291.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 271.0 ڈگری تھا، یعنی 20.0 ڈگری کا فرق پایا گیا، جو بہت زیادہ ہے۔

۳۔ 15 اگست 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 4.8 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:25 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:25 بجے) لیا گیا تھا، 292.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 264.4 ڈگری تھا، یعنی 27.6 ڈگری کا فرق پایا گیا، یہ فرق بھی زیادہ ہے۔

۴۔ 11 نومبر 2007 کو یونیورسل ٹائم 13:25 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:25 بجے) کو حاصل شدہ ڈیٹا کے مطابق نئے چاند کا altitude یعنی بلندی 10.2 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر ڈیٹا کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی بالترتیب 0.7 ڈگری اور 0.2 ڈگری تھی یعنی 9.5- اور 10.0- ڈگری کا فرق پایا گیا۔

یہ اتنا زیادہ فرق کیوں اور کیسے آیا؟ محکمہ موسمیات کراچی اسٹیشن کے مطابق اس وقت افق کے اوپر چاند کی اونچائی 10.0 ڈگری تھی، جبکہ کمپیوٹر کے دونوں پروگراموں کے مطابق چاند اس وقت غروب ہو چکا تھا۔ یہ تھوڑا فرق نہیں ہے بلکہ پورے ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ دراصل مسلۂ یہاں یہ پیدا ہوا تھا کہ جس وقت اور جس دن چاند کی یہ اونچائی ریکارڈ کی جارہی تھی اس وقت کراچی اسٹیشن پر مشاہداتی گھڑی کا ٹائم مقامی ٹائم کے مطابق نہیں تھا۔ وہ اس لیئے کہ یونیورسل ٹائم (13:25) کو اگر ہم مقامی وقت (PST) کے مطابق کر دیں تو 18:25 بجے بنتے ہیں، جبکہ time and date ویب سائٹ (مون کیلکولیٹر) کے مطابق 11 نومبر 2007 کو جس وقت چاند کی اونچائی 10.0 ڈگری تھی اُس وقت مقامی وقت 17:30 بجے تھا اور چاند کے غروب کا وقت 18:30 بجے تھا۔

۵۔ (یہاں پر ایک اہم بات عرض کر دوں کہ پاکستان میں 1 جون 2008 کو رات 12:00 بجے سے گھڑیاں ایک گھنٹہ آگے کی گئی تھیں اور 31 اکتوبر 2009 کو رات 12:00 بجے گھڑیاں ایک گھنٹہ پیچھے کر دی گئی تھیں یعنی DST سے واپس PST پر آ گئے تھے۔ اس حساب سے یونیورسل ٹائم میں 5 کی بجائے 6 گھنٹوں کا اضافہ کیا گیا ہے)۔ 5 جون 2008 کو یونیورسل ٹائم 15:20 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ ٹائم کے مطابق 21:20 بجے)

چاند کی اونچائی (altitude) 23.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق چاند کی اونچائی 10.6 ڈگری تھی، یعنی 12.9- ڈگری کا فرق پایا گیا۔

٦۔ 4 اگست 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 2.2 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:05 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:05 بجے) لیا گیا تھا، 246.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 255.9 ڈگری تھا، یعنی 9.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

٧۔ 31 اکتوبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.9 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:10 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 19:10 بجے) لیا گیا تھا، 240.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 233.0 ڈگری تھا، یعنی 7.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

٨۔ 29 دسمبر 2008 کو یونیورسل ٹائم 13:00 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:00 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی اونچائی (altitude) 10.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی اونچائی 16.5 ڈگری تھی، یعنی 6.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

٩۔ 28 مارچ 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:00 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:00 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی اونچائی (altitude) 10 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق چاند کی اونچائی 19.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، یعنی 9.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ جبکہ افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ میں فرق 4.6 پایا گیا۔

١٠۔ (یہاں پر ایک اہم بات عرض کردوں کہ پاکستان میں 15 اپریل 2009 کو رات 12:00 بجے سے گھڑیاں ایک گھنٹہ آگے کی گئی تھیں، اس حساب سے یونیورسل ٹائم میں 5 کی بجائے 6 گھنٹوں کا اضافہ کیا گیا، اور 31 اکتوبر 2009 کو رات 12:00 بجے گھڑیاں ایک گھنٹہ پیچھے کردی گئی تھیں یعنی DST سے واپس PST پر آگئے تھے) 21 ستمبر 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:45 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 15.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی محض 2.6 ڈگری تھی، یعنی پورے 12.4 ڈگری کا فرق پایا گیا، اسی طرح افقی زاویئے کی ریڈنگ 240.0 ریکارڈ کی گئی تھی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق ریڈنگ 248.3 ڈگری تھی، اس میں بھی 8.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

١١۔ 21 ستمبر 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:45 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 15.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی محض 2.6 ڈگری تھی، یعنی پورے 12.4 ڈگری کا فرق پایا گیا، اسی طرح افقی زاویئے کی ریڈنگ 240.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق ریڈنگ 248.3 ڈگری تھی، اس میں بھی 8.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

١٢۔ 20 اکتوبر 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:04 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:04 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 13.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی محض 2.6 ڈگری تھی، یعنی پورے 10.4 ڈگری کا فرق پایا گیا، اسی طرح افقی زاویئے کی ریڈنگ 237 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق ریڈنگ 242.1 ڈگری تھی، اس میں بھی 5.1 ڈگری کا فرق پایا

گیا۔

۱۳۔ 15 فروری 2010 کو یونیورسل ٹائم 13:44 بجے (یعنی پاکستانی وقت کے مطابق 18:44 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 4.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 10.4 ڈگری تھی، یعنی 6.4 ڈگری کا فرق پایا گیا،اسی طرح افقی زاویئے کی ریڈنگ 257 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق ریڈنگ 261.3 ڈگری تھی،اس میں بھی 4.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

<u>موسمیاتی مشاہداتی مرکز حیدرآباد(MOS Hyderabad)</u>

۱۔ 18 مئی 2007 کو یونیورسل ٹائم 13:05 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:05 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 15 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 35.8 ڈگری تھی، یعنی 20.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ یہ فرق بہت ہی زیادہ ہے، یہ مشاہدہ جس وقت کیا جارہا تھا اس وقت سورج غروب ہونے میں بھی پورا ایک گھنٹہ باقی تھا۔اسی طرح افقی زاویئے کی ریڈنگ 293.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق ریڈنگ 287.3 ڈگری تھا،اس میں بھی 6.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۔ 14 ستمبر 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 3.9 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:55 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 18:55 بجے) لیا گیا تھا، 260.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 248.1 ڈگری تھا، یعنی 11.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۔ 13 اکتوبر 2007 کو یونیورسل ٹائم 13:35 بجے (یعنی پاکستانی وقت کے مطابق 18:35 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 14.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 5.1 ڈگری تھی، یعنی 8.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۴۔ 12 نومبر 2007 کو یونیورسل ٹائم 12:58 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:58 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 20.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 12.3 ڈگری تھی، یعنی 8.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۵۔ 11 دسمبر 2007 کو یونیورسل ٹائم 12:59 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:59 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 16.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 9.3 ڈگری تھی، یعنی 6.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۶۔ 4 اگست 2008 کو یونیورسل ٹائم 14:15 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:15 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 28.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 36.12 ڈگری تھی، یعنی 8.12 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی ریڈنگ 279.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق ریڈنگ 257.6 ڈگری تھا۔اس میں بھی 21.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

یادرہے کہ چاند کا محاق (پیدائش) یکم اگست 2008 کو پاکستانی وقت کے مطابق 16:12 بجے ہوا تھا۔ 4 اگست کو چاند کا 11% حصہ روشن تھا اور غروب 22:04 بجے تھا (یعنی سورج کے غروب ہونے کے 2 گھنٹے بعد)۔سورج کے غروب کے وقت چاند کی بلندی 24.0 ڈگری تھی۔ایسی حالت میں چاند بغیر کسی مشکل کے ہر کسی کو بآسانی نظر آجاتا ہے۔پھر تھیوڈولائٹ میں دیکھنے کا مقصد کیا ہے؟اگر دیکھنا ضروری ہے تو پھر کم از کم چاند کی بلندی اور افقی زاویئے کے اعداد وشمار تو صحیح ہونے چاہیئے۔اس کیس میں نہ صرف تھیوڈولائٹ سے حاصل شدہ اعداد وشمار غلط ہیں۔ بلکہ کمپیوٹر سے حاصل شدہ ڈیٹا

بھی غلط ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کمپیوٹر پروگرام سے ڈیٹا DST کے مطابق نہیں لیا گیا تھا بلکہ PST کے مطابق لیا گیا تھا۔

۷۔ 2 ستمبر 2008 کو یونیورسل ٹائم 13:30 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 19:30 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 26.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 19.6 ڈگری تھی، یعنی 6.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۸۔ 1 اکتوبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.0 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:30 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 19:30 بجے) لیا گیا تھا، 260.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 245.5 ڈگری تھا، یعنی 14.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۹۔ 29 نومبر 2008 کو یونیورسل ٹائم 12:55 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:55 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 16.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 8.6 ڈگری تھی، یعنی 7.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۰۔ 28 مارچ 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:30 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:30 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 22.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 12.0 ڈگری تھی، یعنی 10.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۱۔ 26 مئی 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:30 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:30 بجے) کے مطابق چاند کی بلندی 29.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 22.4 ڈگری تھی، یعنی 6.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔اسی طرح اگر ہم افقی زاویئے کی ریڈنگ کا جائزہ لیں تو تھیوڈولائٹ کے ذریعے 262.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی تھی جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے اعداد وشمار کے مطابق یہ زاویہ 288.5 تھا، یعنی 26.5 ڈگری کا فرق پایا گیا، جو بہت ہی زیادہ فرق ہے۔

<u>موسمیاتی مشاہداتی مرکز جیکب آباد (MOS Jacobabad)</u>

چاند کے مشاہدات کے سلسلے میں سب سے زیادہ غلط اعداد وشمار اس مرکز سے رپورٹ کئے گئے، تفصیل نیچے درج ہے۔

۱۔ 20 جنوری 2007 کو یونیورسل ٹائم 13:10 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:10 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 4.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 12.0 ڈگری تھی، یعنی 7.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔افقی زاویہ میں فرق بہت زیادہ پایا گیا، تھیوڈولائٹ کے مطابق افقی زاویئے کی ریڈنگ 230.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 241.5 ڈگری تھی، یعنی 11.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۔ 19 فروری 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 4.9 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:25 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:25 بجے) لیا گیا تھا، 242.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 255.6 ڈگری تھا، یعنی 13.1 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۔ 20 مارچ 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 4.7 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:55 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:55 بجے) لیا گیا تھا، 262.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام

کے مطابق یہ ریڈنگ 273.6 ڈگری تھا، یعنی 11.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۴۔ 18 اپریل 2007 کو یونیورسل ٹائم 14:20 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:20 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 2.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 8.9 ڈگری تھی، یعنی 6.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی جو پیائش تھیوڈولائٹ کے ذریعے کی گئی تھی وہ 279.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 287.8 ڈگری ریکارڈ کیا گیا یعنی 8.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۵۔ 18 مئی 2007 کو یونیورسل ٹائم 14:20 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:20 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 8.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 21.4 ڈگری تھی، یعنی 12.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی جو پیائش تھیوڈولائٹ کے ذریعے کی گئی تھی وہ 210.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 291.0 ڈگری تھا یعنی 80.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ افقی زاویئے (azimuth) میں اتنا زیادہ فرق سوچ سے بھی بالاتر بات ہے۔

۶۔ 16 جولائی 2007 کو یونیورسل ٹائم 14:31 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:31 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 6.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 17.5 ڈگری تھی، یعنی 11.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 270.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 279.2 ڈگری تھا یعنی 9.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۷۔ 15 اگست 2007 کو یونیورسل ٹائم 14:13 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:13 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 7.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 15.4 ڈگری تھی، یعنی 8.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 251.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 262.8 ڈگری تھا یعنی 11.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۸۔ 13 ستمبر 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں کوئی فرق نہیں تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:50 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:50 بجے) لیا گیا تھا، 245.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 256.7 ڈگری تھا، یعنی 11.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۹۔ 13 اکتوبر 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.0 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:04 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:04 بجے) لیا گیا تھا، 228.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 239.3 ڈگری تھا، یعنی 10.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۰۔ 12 نومبر 2007 کو یونیورسل ٹائم 12:47 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:47 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 0.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 12.1 ڈگری تھی، یعنی 11.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 217.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 228.3 ڈگری تھا یعنی 10.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ 0.5 ڈگری بلندی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چاند آدھا غروب ہو چکا ہے، جبکہ اس دن چاند کے غروب کا وقت 19:02 بجے تھا۔

۱۱۔ 11دسمبر 2007 کو یونیورسل ٹائم 12:51 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:51 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 14.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 8.8 ڈگری تھی، یعنی 5.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 221.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 232.1 ڈگری تھا یعنی 10.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۲۔ 10 جنوری 2008 کو یونیورسل ٹائم 13:00 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:00 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 2.6 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 17.8 ڈگری تھی، یعنی 15.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 225.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 236.6 ڈگری تھا یعنی 11.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۳۔ 8فروری 2008 کو یونیورسل ٹائم 13:30 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:30 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 4.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 11.6 ڈگری تھی، یعنی 7.1 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 237.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 253.3 ڈگری تھا یعنی 15.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۴۔ 9مارچ 2008 کو یونیورسل ٹائم 13:35 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:35 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 1.4 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 22.2 ڈگری تھی، یعنی 20.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 255.6 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 267.9 ڈگری تھا یعنی 12.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۵۔ 7 اپریل 2008 کو یونیورسل ٹائم 14:02 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:02 بجے) کے مشاہدے کے مطابق افقی زاویئے (azimuth) کی پیائش 271.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام مون کیلکولیٹر V6 کے مطابق یہ زاویہ 253.3 ڈگری تھا اور ایکوریٹ ٹائم (accurate time) کے مطابق 282.9 ڈگری تھا یعنی بالترتیب 18.2 اور 11.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ جانچ پڑتال کے بعد معلوم ہوا کہ ایکوریٹ ٹائم والی ریڈنگ صحیح تھی جبکہ مون کیلکولیٹر والی ریڈنگ غلط ریکارڈ کی گئی تھی۔

۱۶۔ 6مئی 2008 کو یونیورسل ٹائم 14:25 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:25 بجے) کے مشاہدے کے مطابق افقی زاویئے (azimuth) کی پیائش 281.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 293.0 ڈگری تھا یعنی 11.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۷۔ 5جون 2008 کو یونیورسل ٹائم 14:35 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:35 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی میں فرق تو صرف 2.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی پیائش 278.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 289.5 ڈگری تھا یعنی 11.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۸۔ 4اگست 2008 کو یونیورسل ٹائم 15:30 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 21:30 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 22.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 6.7 ڈگری تھی، یعنی 15.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 242.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 265.5 ڈگری تھا یعنی 23.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اس کیس میں اہم بات یہ ہے کہ چاند کا محاق (conjunction) 1 اگست کو 16:12 بجے ہوا تھا، اور مشاہدہ 4 اگست کو کیا جا رہا ہے، ایسی حالت میں جبکہ چاند کا گیارہ فیصد حصہ روشن تھا اور ہر کسی کو بآسانی نظر آ رہا تھا، اس کے باوجود تھیوڈولائٹ کی ریڈنگ غلط ریکارڈ کی گئی، دوسری بات یہ کہ اُس دن سورج غروب

ہونے کا ٹائم 20:14 بجے تھا جبکہ مشاہدہ 21:30 بجے کیا گیا یعنی سورج غروب ہونے کے سوا گھنٹہ بعد، پھر بھی اعداد و شمار غلط، ایسی حالت میں چاند کی بلندی اور افقی زاویہ کوئی بھی ماہر شخص اندازے سے بھی بتا سکتا ہے، فرق تو ضرور ہوگا لیکن اتنا زیادہ نہیں جتنا کہ ہمارے ماہرین تھیوڈولائٹ کے استعمال میں دکھاتے ہیں۔

۱۹۔ 2 ستمبر 2008 کو یونیورسل ٹائم 14:45 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 13.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 3.0 ڈگری تھی، یعنی 10.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 183.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 256.7 ڈگری تھا یعنی 73.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ ناقابل یقین حد تک کا زیادہ فرق۔

۲۰۔ 1 اکتوبر 2008 کو یونیورسل ٹائم 14:16 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:16 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 1.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 2.1- ڈگری تھی، مطلب اُس وقت چاند غروب ہو چکا تھا۔ افقی زاویئے کی پیائش 82.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ پیائش 250.6 ڈگری تھا یعنی 168.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اتنا زیادہ فرق کیسے آیا؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ مشاہدہ چاند غروب ہونے کے بعد کیا گیا، چاند کے غروب کا ٹائم 20:07 بجے تھا جبکہ مشاہدہ 20:16 بجے کیا گیا یعنی غروب کے 9 منٹ بعد، جو ممکن نہیں ہے، دوسری بات یہ کہ سورج اور چاند کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے اطراف میں اوسطاً 180 ڈگری کا فرق ہوتا ہے، مثال کے طور پر 1 اکتوبر 2008 کو جیکب آباد میں سورج طلوع ہونے کا افقی زاویہ (azimuth) 93.0 ڈگری تھا اور غروب کے وقت افقی زاویہ 267.0 ڈگری تھا ان دونوں ڈگریوں کے درمیان کا فرق 174.0 ڈگری بنتا ہے، اس وجہ سے 168.6 ڈگری کے فرق کا مطلب یہ ہوا کہ جیسے چاند کے افقی زاویئے کے اعداد و شمار غروب کی بجائے طلوع کے وقت لی گئی ہو۔ 82 ڈگری کا عدد سامنے آنے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی چیز جس کا مشاہدہ ہو رہا ہے وہ مشرق کی طرف ہے کیونکہ شمال کے درمیان سے مشرق کے درمیان تک 90 ڈگریاں ہیں، اسی طرح جنوب کے درمیان تک 180 ڈگریاں اور مغرب کے درمیان تک 270 ڈگریاں ہیں، 270 سے 360 یا 0 ڈگری شمال پر یہ گول چکر ختم ہو جاتا ہے، اس کی ایک مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص مغرب کے اذانوں کے وقت اپنی گھڑی پر ٹائم دیکھے اور گھڑی میں بارہ بج رہے ہوں تو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ گھڑی کا ٹائم غلط ہے بالکل اسی طرح 82 ڈگری کے سامنے آنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ افقی زاویہ مشرق کی طرف بنتا ہے۔ اس بات سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محکمہ موسمیات میں کتنے ماہر بندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

۲۱۔ 31 اکتوبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 0.7 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 12:50 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 18:50 بجے) لیا گیا تھا، 217.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 230.5 ڈگری تھا، یعنی 13.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۲۔ 29 نومبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 2.6 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 12:42 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:42 بجے) لیا گیا تھا، 220.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 232.0 ڈگری تھا، یعنی 11.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۳۔ 30 دسمبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 3.8 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 12:50 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:50 بجے) لیا گیا تھا، 217.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 230.2 ڈگری تھا، یعنی 12.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۴۔ 27 جنوری 2009 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 2.2 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:35 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:35 بجے) لیا گیا تھا، 240.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 251.5 ڈگری تھا، یعنی 11.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۵۔ 26 فروری 2009 کو یونیورسل ٹائم 13:40 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:40 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 4.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 12.9 ڈگری تھی، یعنی 8.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 273.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 264.6 ڈگری تھا یعنی 8.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۶۔ 26 اپریل 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:02 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:02 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 6.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 17.2 ڈگری تھی، یعنی 11.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 278.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 287.8 ڈگری تھا یعنی 9.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۷۔ 26 مئی 2009 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو صرف 0.3 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:18 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:18 بجے) لیا گیا تھا، 272.9 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 286.3 ڈگری تھا، یعنی 13.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۸۔ 22 اگست 2009 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو صرف 1.9 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:10 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:10 بجے) لیا گیا تھا، 247.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 259.5 ڈگری تھا، یعنی 11.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۲۹۔ 20 ستمبر 2009 کو یونیورسل ٹائم 14:35 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:35 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 3.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 6.0- ڈگری تھی، یعنی 9.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ 6.0- ڈگری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چاند کو غروب ہوئے کم از کم 24 منٹ ہو گزرے ہیں۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 237.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 257.7 ڈگری تھا یعنی 20.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ مشاہدے کا وقت 20:35 بجے تھا جبکہ چاند غروب ہونے کا وقت 20:10 بجے تھا۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ چاند کے غروب ہونے کے بعد مشاہدہ کیا گیا ہو؟

۳۰۔ 20 اکتوبر اور 19 نومبر کو مشاہدات کئے گئے مگر ٹائم نوٹ نہیں کیا گیا تھا، اس وجہ سے ان مشاہدات کے نتائج کا کمپیوٹر پروگراموں کے ساتھ موازنہ نہیں ہو سکا۔ مشاہدے کا وقت نوٹ نہ کرنا بھی نااہلی اور غیر ذمہ داری کا ثبوت ہے۔

۳۱۔ 17 دسمبر 2009 کوتھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو صرف 2.4 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 12:40 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:40 بجے) لیا گیا تھا، 220.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 232.3 ڈگری تھا، یعنی 11.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ جانچ پڑتال کے بعد معلوم ہوا کہ 17:40 بجے چاند کی بلندی کم و بیش 6.0 ڈگری تھی جبکہ تھیوڈولائٹ سے حاصل شدہ اعداد و شمار کے مطابق یہ بلندی 13.5 ڈگری تھی، اور کمپیوٹر پروگرام سے جو اعداد و شمار لئے گئے تھے اس کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 15.9 ڈگری تھی، اس طرح یہ دونوں اعداد و شمار غلط ثابت ہوئے، اُس دن چاند کے غروب کا وقت 18:16 بجے تھا اور مشاہدہ 17:40 بجے کیا گیا یعنی چاند کے غروب سے 36 منٹ پہلے۔ اگر ہم فی ڈگری 4 منٹ لے لیں تو بھی 36 منٹوں میں 9.0 ڈگری بلندی ہونی چاہیئے، اسی طرح ٹائم اینڈ ڈیٹ کے مطابق 17:40 بجے افقی زاویئے کی پیائش 238.0 ڈگری بنتی ہے، افقی زاویئے کے بھی دونوں قسم کے پیائشیں غلط ہیں۔

۳۲۔ 17 جنوری 2010 کو یونیورسل ٹائم 13:05 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:05 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 11.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 19.9 ڈگری تھی، یعنی 8.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 231.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 243.2 ڈگری تھا یعنی 11.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۳۔ 15 فروری 2010 کوتھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 4.0 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:35 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:35 بجے) لیا گیا تھا، 246.5 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 260.2 ڈگری تھا، یعنی 13.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۴۔ 17 مارچ 2010 کوتھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 3.2 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:50 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:50 بجے) لیا گیا تھا، 262.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 274.3 ڈگری تھا، یعنی 12.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۵۔ 16 اپریل 2010 کو یونیورسل ٹائم 14:15 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:15 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 11.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 19.9 ڈگری تھی، یعنی 8.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 275.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 285.2 ڈگری تھا یعنی 9.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۶۔ 15 مئی 2010 کوتھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 2.5 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:30 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:30 بجے) لیا گیا تھا، 276.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 290.9 ڈگری تھا، یعنی 14.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۳۷۔ 8 نومبر 2010 کو یونیورسل ٹائم 12:45 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 17:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 34.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 16.2 ڈگری تھی، یعنی 17.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 218.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 229.2 ڈگری تھا یعنی 11.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

موسمیاتی مشاہداتی مرکز جیوانی(MOS Jewani)

۱۔ 21 جنوری 2007 کو یونیورسل ٹائم 13:54 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:54 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 10.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اس وقت چاند کی بلندی 24.4 ڈگری تھی، یعنی 14.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 66.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 242.2 ڈگری تھا یعنی 176.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ افقی زاویئے کا اتنا بڑا فرق ناقابل یقین ہے۔ آپ کمپاس اُٹھا کر دیکھئے، 66 ڈگری پر آپ کو NE لکھا ہوا نظر آئے گا جو نارتھ ایسٹ (North East) کا مخفف ہے (مطلب ہے شمال مشرق)۔ 66 ڈگری کے سامنے آنے سے ہی آدمی کو سمجھ جانا چاہیئے کہ بات مشرق کی جانب کسی چیز کے دیکھنے کی ہو رہی ہے نہ کہ مغرب کی جانب۔

۲۔ 19 اپریل 2007 کو مشاہدہ کیا گیا تھا، لیکن اُس کا ٹائم نوٹ نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے کمپیوٹر کے اعداد و شمار کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکا۔

۳۔ 18 مئی 2007 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو صرف 1.0 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 15:00 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 20:00 بجے) لیا گیا تھا، 114.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 293.1 ڈگری تھا، یعنی 179.1 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ افقی زاویئے کا اتنا بڑا فرق ناقابل یقین ہے۔ 68 ڈگری پر سورج نکلا تھا اور 59 ڈگری پر چاند، تو غروب 114 ڈگری پر کیسے ممکن ہے۔

۴۔ 10 جنوری 2008 کو مشاہدہ کیا گیا تھا لیکن ٹائم نوٹ نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے کمپیوٹر کے اعداد و شمار کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکا۔

۵۔ 8 فروری 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.7 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:55 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:55 بجے) لیا گیا تھا، 247.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 253.5 ڈگری تھا، یعنی 6.5 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

٦۔ 7 اپریل 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.3 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:45 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:45 بجے) لیا گیا تھا، 128.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 285.3 ڈگری تھا، یعنی 157.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ ناقابل یقین فرق۔

۷۔ 5 جولائی 2008 کو یونیورسل ٹائم 15:45 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 21:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 25.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 14.3 ڈگری تھی، یعنی 11.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 276.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 280.2 ڈگری تھا یعنی 4.2 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اہم بات اس میں یہ ہے کہ اگر ہم مشاہدے کا ٹائم پرانے ٹائم یعنی پاکستان اسٹینڈرڈ ٹائم کے مطابق لے لیں جو 20:45 بجے بنتا ہے تو پھر تھیوڈولائٹ کے دونوں ریڈنگ تقریباً ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔

۸۔ 1 اکتوبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 0.4 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:48 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 19:48 بجے) لیا گیا تھا، 67.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر

پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 244.4 ڈگری تھا، یعنی 177.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ ناقابل یقین فرق۔ 67 ڈگری پر مشرق شروع ہو جاتا ہے لگتا ہے چاند کا مشاہدہ غروب کی بجائے طلوع کے ٹائم کیا گیا تھا۔

۹۔ 31 اکتوبر 2008 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 0.8 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:40 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 19:40 بجے) لیا گیا تھا، 55.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 234.1 ڈگری تھا، یعنی 179.1 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مشاہدہ کرنے والے سے غلطی ہوئی ہے تو غلطی ایک دو مرتبہ ہی ہوتی ہے، بار بار نہیں ہوتی۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ تھیوڈولائٹ ایک آلہ ہے اور اُس کی ریڈنگ میں غلطی ہوسکتی ہے۔ تو غلطی کی بیشک گنجائش ہوتی ہے لیکن ایک یا دو ڈگری کی، 180 ڈگری کی نہیں۔ یعنی مشاہدہ مغرب کی طرف ہو رہا ہے اور اعداد و شمار مشرق کی طرف کے دیے جا رہے ہیں، حد ہوگئی۔

۱۰۔ 27 جنوری 2009 کو یونیورسل ٹائم 13:45 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 4.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 10.3 ڈگری تھی، یعنی 6.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۱۔ 26 اپریل 2009 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 3.3 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:25 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 20:25 بجے) لیا گیا تھا، 316.8 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 288.4 ڈگری تھا، یعنی 28.4 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۲۔ 25 مئی 2009 کو یونیورسل ٹائم 16:15 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 22:15 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 4.5 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 4.8- ڈگری تھی، یعنی 9.3- ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 296.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 302.0 ڈگری تھا یعنی 6.0 ڈگری کا فرق پایا گیا، اُس دن چاند غروب ہونے کا ٹائم 21:50 بجے تھا جبکہ مشاہدہ کرنے کا ٹائم 22:15 بجے یعنی چاند غروب ہونے کے 25 منٹ بعد مشاہدہ کیا گیا، یہ کیسے ممکن ہے؟

۱۳۔ 18 نومبر 2009 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.0 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:20 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:20 بجے) لیا گیا تھا، 246.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 235.4 ڈگری تھا، یعنی 10.6 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۴۔ 17 مارچ 2010 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 1.8 ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 14:28 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:28 بجے) لیا گیا تھا، 268.0 ڈگری تھا، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ ریڈنگ 276.0 ڈگری تھا، یعنی 8.0 ڈگری کا فرق پایا گیا۔

۱۵۔ 15 اپریل 2010 کو یونیورسل ٹائم 14:30 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 19:30 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 21.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 8.3 ڈگری تھی، یعنی 12.7- ڈگری کا فرق پایا گیا۔

<u>موسمیاتی مشاہداتی مرکز چھور (MOS Chhor)</u>

۱۔ 9 مارچ 2008 کو یونیورسل ٹائم 13:45 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:45 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 6.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 18.9 ڈگری تھی، یعنی 12.9 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 42.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 270.7 ڈگری تھا یعنی 228.7 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ یہ فرق تو نیچے سے اوپر کی طرف گنتی کا ہے یعنی شمال مغرب سے مشرق، جنوب اور پھر مغرب، اب اگر ہم دوسری طرف سے فرق کا جائزہ لیں یعنی مشرق سے شمال اور پھر مغرب کی طرف تو بھی 132 ڈگری کا فرق بنتا ہے۔ پورا سال چاند 241 ڈگری سے 298 ڈگری افقی زاویئے کے درمیان غروب ہوتا ہے، اتنا تو ایک انسان کو جو تھیوڈولائٹ پہ کام کر رہا ہے، پتہ ہونا چاہیئے کہ میں جو ڈگری نوٹ کر رہا ہوں یہ غلط ہے۔

تھیوڈولائٹ کا استعمال مختلف کاموں میں ہوتا ہے، جیسے لینڈ سروے، موسمیاتی غباروں کے ذریعے ہوا کا رُخ اور سپیڈ معلوم کرنا، چاند دیکھنے کے لیئے وغیرہ، اس کے علاوہ تھیوڈولائٹ کا استعمال گن شوٹنگز (Gun Shootings) میں بھی ہوتا ہے جیسے ائیر سافٹ گنز (airsoft guns) اور سنیپرز (snippers) وغیرہ میں اور اس کی وجہ یہ کہ جب تک شوٹر کو ہوا کے رُخ اور سپیڈ کا صحیح پتہ نہ چلے اُسکا نشانہ ٹارگٹ پر نہیں لگے گا، مثال کے طور پر اگر دوسو میٹر فاصلے پر دشمن موجود ہے جس کا صرف سر نظر آ رہا ہے اور تیز ہوا بھی چل رہی ہے، ایسی حالت میں جب تک ہوا کے رُخ اور سپیڈ کا صحیح تعین نہ ہو جائے ٹارگٹ کو ہٹ کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اب فرض کر لیں سچویشن (situation) یہ ہے کہ سامنے دشمن فوج کا سپاہی ہے جس کے پاس اینٹی ائیر کرافٹ گن (anti aircraft gun) ہے، ٹھیک ایک منٹ بعد اپنے ملک کے (VVIP) ہیلی کاپٹر نے گزرنا ہے، دشمن فوجی کو مارنے کے لیئے سنائپر شوٹر (sniper shooter) تیار بیٹھا ہے اور ساتھ ہی ہوا کا رُخ اور سپیڈ بتانے کے لیئے ٹیکنیشن یا سروئیر (Techniucian or Surveyor) بمع تھیوڈولائٹ بھی موجود ہے، ان دونوں کے پاس صرف ایک منٹ کا ٹائم ہے اگر ایک منٹ کے اندر اندر انہوں نے صحیح نشانہ لگا کر دشمن کو سر پر گولی مار دی تو ہیلی کاپٹر بچ جائے گا نہیں تو ہیلی کاپٹر دشمن کے گولیوں کا نشانہ بنے جائے گا۔ اب اگر تھیوڈولائٹ والا ٹیکنیشن یا سروئیر جیکب آباد یا جیوانی یا ضلع چو مرکز پر تھیوڈولائٹ پر مامور اہلکار ہو تو آپ خود بتائے کہ انجام کار کیا ہو گا؟

۲۔ 25 مئی 2009 کو یونیورسل ٹائم 15:35 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 21:35 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 10.2 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 3.8- ڈگری تھی، یعنی 14.0- ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 295.0 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 301.3 ڈگری تھا یعنی 6.3 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ چاند غروب ہونے کا وقت 21:18 منٹ تھا اور مشاہدہ 21:35 منٹ پر کیا گیا، کیا کمال کیا تھا۔

۳۔ 20 ستمبر 2009 کو یونیورسل ٹائم 15:33 بجے (پاکستانی تبدیل شدہ وقت کے مطابق 21:33 بجے) کے مشاہدے کے مطابق چاند کی بلندی 6.8 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق اُس وقت چاند کی بلندی 19.0- ڈگری تھی، یعنی 25.8- ڈگری کا فرق پایا گیا۔ اسی طرح افقی زاویئے کی پیائش 252.7 ڈگری ریکارڈ کی گئی، جبکہ کمپیوٹر پروگرام کے مطابق یہ زاویہ 263.5 ڈگری تھا یعنی 10.8 ڈگری کا فرق پایا گیا۔ سورج غروب ہونے کا ٹائم 19:19 بجے تھا اور چاند غروب ہونے کا وقت 20:08 منٹ تھا اور جناب مشاہدہ کیا گیا 21:33 منٹ پر یعنی سورج غروب ہونے کے دو گھنٹے اور چودہ منٹ بعد، اور چاند غروب ہونے کے ایک گھنٹہ اور پچیس منٹ کے بعد۔

۴۔ 10 ستمبر 2010 کو تھیوڈولائٹ اور کمپیوٹر پروگرام کے درمیان altitude کی ریڈنگ میں فرق تو 2.5- ڈگری تھا، لیکن افقی زاویئے (azimuth) کی ریڈنگ، جو یونیورسل ٹائم 13:52 بجے (پاکستانی وقت کے مطابق 18:52 بجے) لیا گیا تھا، 264.0 ڈگری تھا۔ جبکہ کمپیوٹر پروگرام

کے مطابق یہ ریڈنگ 251.7 ڈگری تھا یعنی 12.3- ڈگری کا فرق پایا گیا۔

(Reference: Observational Issue of New Moon Sighting in Pak, Pak Journal of Meteorology, Vol 12, Issue 24: Jan 2016, Page- 37-55)

سعودی عرب اور رویئت ہلال

سعودی عرب میں 'اُم القریٰ' نام کے کیلنڈر کا رواج ہے جو صرف سول استعمال کے لیئے ہے، اس کیلنڈر کی بنیاد چاند کی پیدائش اور چاند کا سورج کے بعد غروب پر ہے، اپریل 1999ء (1420ھ) سے پہلے اس کیلنڈر کے مطابق مہینہ شروع کرنے کا اُصول یہ تھا کہ چاند کی پیدائش جو نسے بھی وقت میں جو نسے بھی تاریخ کو (انگریزی کیلنڈر کے مطابق) ہوجاتی تو اُس سے اگلا دن اسلامی مہینے کا پہلا دن ہوتا تھا۔ اپریل 1999ء کے شروع میں یہ اُصول بدل دیا گیا اور نیا اُصول یہ بنایا گیا کہ چاند کا غروب سورج کے بعد لازم ہے۔ مارچ 2002ء (1423ھ) کے شروع میں دو اُصول لازمی قرار دیئے گئے، ایک چاند کی پیدائش اور دوسرا مکہ مکرمہ میں چاند کی سورج کے بعد غروب کو لازم قرار دیا گیا۔ یہ طریقہ کار کیلنڈر کی سول استعمال کے لیئے ہے جبکہ مذہبی استعمال کے لیئے 29 شعبان اور 29 رمضان کو کیلنڈر استعمال نہیں ہوتا بلکہ چاند دیکھا جاتا ہے، اگر چاند نظر آ گیا تو ٹھیک، نہیں تو 30 ویں دن کے بعد روزہ رکھا جاتا ہے یا عید منائی جاتی ہے۔

رمضان اور عیدین کے لیے رویئت ہلال کے اعلانات سعودی مجلس القضاء الاعلیٰ (High Judiciary Council of Saudi Arabia) کرتی ہیں۔ سعودی عرب میں کئی ایک سرکاری رویئت ہلال کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔ سعودی عرب کے رویئت ہلال برائے مذہبی تہوار صرف سعودی عرب کے لیئے نہیں ہوتے بلکہ دنیا کے کم و بیش 40 ممالک سعودی اعلانات پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ممالک یہ ہیں:

(۱) افغانستان	(۲) البانیہ	(۳) آرمینیا	(۴) آسٹریا
(۵) آزربائیجان	(۶) بحرین	(۷) بیلجیئم	(۸) بولیویا
(۹) بورکینا فاسو	(۱۰) چیچنیا	(۱۱) ڈنمارک	(۱۲) فن لینڈ
(۱۳) ہنگری	(۱۴) آئس لینڈ	(۱۵) عراق (سنی)	(۱۶) اٹلی
(۱۷) جاپان	(۱۸) اردن	(۱۹) قازقستان	(۲۰) کویت
(۲۱) کرغستان	(۲۲) لبنان	(۲۳) موریتانیہ	(۲۴) فلسطین
(۲۵) قطر	(۲۶) رومانیہ	(۲۷) روس	(۲۸) سنگاپور
(۲۹) سوڈان	(۳۰) سویڈن	(۳۱) سوئٹزرلینڈ	(۳۲) شام
(۳۳) تائیوان	(۳۴) تاجکستان	(۳۵) ترکمانستان	(۳۶) عرب امارات
(۳۷) ازبکستان	(۳۸) یمن	(۳۹) آسٹریلیا (کچھ کمیونیٹیز)	(۴۰) بنگلہ دیش (کچھ حصے)

نئے چاند کی عمر کتنے گھنٹے ہوتی ہے؟

کتاب 'فلکیات جدیدہ' میں نئے چاند کی عمر کے بارے میں مندرجہ ذیل مؤقف اختیار کیا گیا ہے، جو میرے نزدیک صحیح نہیں ہے:

مؤقف نمبر 1

''اگر ہم 12 درجے والا قول لے لیں تو بنا بر تصریح ماہرین مہینہ کے آخر میں جب چاند آفتاب سے مغربی جانب 12 یا اس سے کم درجہ رہ جائے تو آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائے گا۔ اور اس وقت تک پوشیدہ ہوگا جب تک وہ آفتاب سے سبقت کر کے مشرق کی طرف 12 درجے طے نہ کر لے۔ لہٰذہ مہینے کے آخر میں کم از کم 24 درجوں تک ہم سے اوجھل ہو سکتا ہے۔ 12 درجے آفتاب کی ایک جانب یعنی آفتاب کے قریب جاتے وقت اور 12 درجے آفتاب کی دوسری جانب یعنی آفتاب سے متصل ہونے کے بعد اس سے دور جاتے وقت۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ چاند تقریباً 2 گھنٹوں میں ایک درجہ طے کرتا ہے۔ بایں حساب مہینہ کے آخر میں کم از کم 48 گھنٹوں کا وقفہ ایسا ہوگا جس میں چاند نظر نہیں آئے گا۔ 24 گھنٹے تو وہ آفتاب سے مغرب کو ہوگا پھر وہ اور آفتاب مجتمع ہو کر ان کا درمیانی زاویہ صفر رہ جائے گا۔ حالت اجتماع نئے چاند کی عمر کا مبدأ ہے۔ پھر 24 گھنٹے تک وہ آفتاب سے مشرق کی طرف نکل کر 12 ویں یا 13 ویں درجہ میں نظر آنے کے قابل ہو جائے گا۔ اس بیان سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ حسب ایں قول نئے چاند کی عمر کم از کم 24 گھنٹے ہونا ضروری ہے اور موافق قول اول وقول ثانی علی الترتیب پہلی کے چاند کی عمر 20 گھنٹے اور 16 گھنٹے ہونی چاہیئے۔ اور علی الترتیب چاند کی پوشیدگی کا زمانہ 40 اور 32 گھنٹے ہے۔ (فلکیات جدیدہ وسیر القمر وعید الفطر از مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، صفحہ 351)

جواب: پہلی کے چاند نظر آنے کے لیئے چاند اور سورج کے درمیانی فاصلہ (elongation) کتنا ہونا چاہیئے؟ اس ضمن میں پانچ اقوال جمع کیئے گئے ہیں، پہلا قول 10 درجے کا ہے، دوسرا قول 8 درجے کا ہے، تیسرا قول چاند کا سورج کے غروب کے بعد 40 منٹ تک افق پر موجود رہنے کا ہے، چوتھا قول 12 درجے کا ہے، اور پانچواں قول 12، 13 درجے کا ہے۔

جدید فلکیاتی سائنس کے مطابق 8 درجے والا قول ہی صحیح ہے۔ لیکن اس بات کو ثابت کرنے کے لیئے کہ پاکستان کے اندر دو عیدیں ہو سکتی ہیں یعنی یہ ممکن ہے کہ خیبر پختونخواہ میں ایک دن عید ہو اور باقی پاکستان میں دوسرے دن عید ہو، اور دونوں صحیح بھی ہوں (ملاحظہ ہو مؤقف نمبر 2 (۲))؟ اور یہ کہ عید کرنے میں سعودی عرب کے ساتھ ہمارے ملک کا دو روز کا فرق بھی پڑ سکتا ہے، مصنف محترم نے 8 درجے اور 10 درجے والے دونوں اقوال چھوڑ کر 12 درجہ والے قول کی مثال دینے پر اکتفا کیا۔ مصنف محترم کی اس غلطی کی سزا ہم اب بھی بھگت رہے ہیں۔ اس بات کے اثرات آج بھی مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کی شکل میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی اور ان کے ہمنواء سائنسدانوں کے ہاں 20 گھنٹے سے کم عمر کی چاند کا نظر آنا تو ممکن ہی نہیں ہے، نہ آنکھ سے اور نہ ہی دوربین کے ذریعے سے۔ ان کے نزدیک چاند نظر آنے کے لیئے چاند کی عمر 20 سے 24 گھنٹے ہونا لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے اراکین کو دوربین کے ذریعے سے کبھی چاند نظر آیا ہی نہیں۔ اور نظر آئے بھی کیسے، جب کہ اتنے عرصے کے بعد چاند کو بآسانی ہر کوئی، ہر جگہ سے دیکھ سکتا ہے۔

آیئے اب ایک نظر ڈالتے ہیں فلکیاتی اعداد و شمار پر کہ آیا واقعی چاند 20 گھنٹے سے پہلے نظر آنا ممکن نہیں ہوتا؟۔ فلکیاتی سائنس کے مطابق چاند کا سورج سے 8 درجے کی دوری پر نظر آنا ممکن ہو جاتا ہے۔ جو اعداد و شمار میں دے رہا ہوں یہ اسلام آباد کے لیئے ہیں باقی علاقوں کے حسابات میں دو سے تین منٹ تک فرق ہو سکتا ہے:

(۱) 5مئی 2019 کو 13 گھنٹے اور 24 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۲) 3 جولائی 2019 کو 14 گھنٹے اور 15 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۳) 1 اگست 2019 کو 13 گھنٹے کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۴) 31 اگست 2019 کو 11 گھنٹے اور 22 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۵) 29 ستمبر 2019 کو 10 گھنٹے اور 35 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۶) 28 اکتوبر 2019 کو 11 گھنٹے اور 50 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۷) 27 نومبر 2019 کو 14 گھنٹے اور 15 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۸) 21 جولائی 2020 کو 13 گھنٹے اور 47 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۹) 19 اگست 2020 کو 11 گھنٹے اور 33 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۱۰) 18 ستمبر 2020 کو 10 گھنٹے اور 40 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۱۱) 17 اکتوبر 2020 کو 11 گھنٹے اور 48 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

(۱۲) 15 نومبر 2020 کو 13 گھنٹے اور 22 منٹ کے بعد چاند کی سورج سے دوری 8 درجے واقع ہوجاتی ہے۔

ان حسابات سے واضح ہوجاتا ہے کہ 24 گھنٹے اور 20 گھنٹے والا مؤقف درست نہیں ہے، بلکہ فلکیاتی حسابات کے عین مخالف ہے۔ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کی جانب سے چاند نظر آنے کے لیئے باٹاریٹ کے حساب 20 گھنٹے سے زیادہ کا عمر مقرر کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

مؤقف نمبر2

مذکورہ صدر بیان سے (12 درجہ کی مثال دینے کے بعد) مندرجہ ذیل امور آپ کو معلوم ہوئے۔

(۱) چاند کی رویئت کے اختلاف کا سبب صرف اختلاف طول بلد قرار دینا صحیح نہیں۔

(۲) مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں طول بلد کا زیادہ فرق وتفاوت نہ ہونے کے باوجود چاند کی رویئت میں ایک دن کا تقدم وتأخر ممکن ہے۔ مثلاً پنجاب میں عید نہ ہو اور سرحدی علاقوں میں عید ہو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

جواب: احترام کے ساتھ عرض ہے کہ اشکال تو بنتا ہے۔ ایک ملک میں دو عیدیں کس حساب سے ممکن ہے؟ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض سرحدی علاقوں میں چاند نظر آجائے اور ملک کے باقی علاقوں میں نظر نہ آئے، تو سرحدی علاقوں کی رویئت کو قبول کرنے میں باقی ملک کو آخر مسلۂ کیا ہے؟ آیا وہ اس وجہ سے کہ وہ اختلاف المطالع (یعنی مطلع کے اختلاف کی وجہ سے ہر علاقے کی اپنی رویئت اور اس پر عمل ہوتا ہے) پر عمل کرنے والے ہیں یا کوئی اور وجہ ہے؟

اگر ایک ہی ملک میں مطلع کی اختلاف کی وجہ سے دو عیدیں ہونا ممکن ہے اور جائز بھی ہے، تو پھر صرف دو عیدیں نہیں ہونی چاہیئے بلکہ زیادہ ہونی چاہیئے۔ وہ اس لیئے مسلک شافعیہ کی فقہی کتابوں میں (یاد رہے کہ اختلاف مطالع صرف امام شافعیؒ کے ہاں صحیح ہے باقی اماموں کے ہاں اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا) مطلع کی اختلاف کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ایک علاقے کا دوسرے علاقے سے 24 فرسخ کا فاصلہ ہو، تو اُن علاقوں کے مطلع

الگ الگ ہوں گے۔ 24 فرسخ کو اگر کلومیٹر میں لکھیں تو 120 کلومیٹر بنتے ہیں۔ اس حساب سے پاکستان کے اندر اندر کم از کم 14 مطالع (یعنی چاند کے حساب سے الگ زونز) بنتے ہیں، پھر دو مقامات کی بجائے زیادہ جگہوں پر مختلف ایام میں عیدیں ہونی چاہیئے۔ یعنی پنجاب میں بھی دو تین عیدیں ہوں، سندھ میں بھی اور بلوچستان میں بھی۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہے؟ اس لیئے کہ یہ مفروضہ ہی سرے سے غلط ہے کہ پاکستان میں دو عیدیں ہونا ممکن اور جائز ہے۔ اور عجیب منطق یہ بھی دیکھیں کہ طول بلد میں زیادہ فرق نہ ہونے کے باوجود دو عیدیں ممکن ہے۔ اور جو حضرات فلکیاتی سائنس سے سرسری بھی واقف ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ چاند کی رویئت کی اختلاف کی سب سے پہلی اور بڑی وجہ اختلاف طول بلد ہے، جس کو فقہی زبان میں اختلاف مطالع کہا گیا ہے، اور جس کے بارے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس اختلاف طول بلد کا چاند کی رویئت میں کوئی اعتبار نہیں، تو پھر ایک ہی ملک میں، کیا اختلاف طول بلد اور کیا دو عیدیں؟؟ ہے کوئی سمجھ بوجھ رکھنے والا؟

<u>مؤقف نمبر 3:</u> مکہ پاک میں عید ہماری عید سے دو روز مقدم ہوسکتی ہے۔

جواب: جن حضرات نے یہ موقف اختیار کیا ہوا ہے کہ ایک ہی ملک میں جس کا رقبہ بھی اتنا بڑا نہ ہو، دو عیدیں ہونا ممکن ہیں، اُن حضرات کا یہ بھی مؤقف ہے کہ مکہ، جو ہمارے ملک سے صرف دو گھنٹے کے فاصلے پر واقع ہے، سے ہماری عید دو روز کے بعد بھی ممکن ہے۔ یہ ایک عجیب و غریب قسم کا منطق ہے، جو نہ سائنس کی نظر میں صحیح ہے اور نہ ہی شریعت کی رو سے ٹھیک ہے۔ چاند کی روزانہ گردش کے حساب سے ایک دن میں یعنی 24 گھنٹے بعد چاند سورج سے کم و بیش 51 منٹ پیچھے رہ جاتا ہے۔ اگر ہم دو گھنٹے کا حساب لگالیں تو 2 منٹ اور کچھ سیکنڈ بنتے ہیں۔ مطلب یہ ہے پہلی کا چاند اگر پاکستان میں سورج غروب ہونے کے بعد 20 منٹ تک افق پر موجود رہے گا تو مکہ پاک میں 22 منٹ تک موجود رہے گا، بس اتنا سا فرق پڑے گا۔ ہاں البتہ چاند کی عمر میں دو گھنٹے کا فرق پڑے گا، اگر بالفرض چاند کی عمر میں دو گھنٹے فرق کی وجہ سے مکہ پاک میں رویئت پہلے ہوئی تو بھی شرعی اُصولوں کے تحت پاکستان کو وہ رویئت قبول کرنا چاہیئے، لیکن اگر آپ رویئت کو قبول نہ کرنے پر بضد ہی ہوں تو پھر صرف ایک ہی دن کا فرق پڑے گا، نا کہ دو دنوں کا۔

<u>مؤقف نمبر 4</u>

نئے چاند کی عمر 30 گھنٹے نہیں بلکہ 24 گھنٹے ہونی چاہیئے ورنہ لازم آئے گا کہ اس کی مسافت تقریباً 18 درجے سے زائد ہو حالانکہ یہ تصریح ماہرین کے خلاف ہے۔

جواب: اہل تصوف کے نزدیک نیا چاند 8 گھنٹے کی عمر میں نظر آنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جبکہ فلکیاتی سائنس کے مطابق 8 درجے کی دوری پر نیا چاند نظر آنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے نئے چاند کی عمر 12 گھنٹے سے 16 گھنٹے ہونا چاہیئے۔ اس وجہ سے 24 گھنٹے والا موقف غلط ہے۔

<u>مؤقف نمبر ۵</u>

مجموعی وقفہ جس میں چاند پوشیدہ رہتا ہے 60 گھنٹے نہیں بلکہ 48 گھنٹے یا اس سے کچھ کم ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ چاند مہینہ کی آخری تاریخوں میں مسلسل 3 صبح غائب ہو۔ حالانکہ چاند بقول محققین عموماً دو دن ہی غائب رہتا ہے۔

جواب: چاند کا سورج سے دوری کا جو تناسب ہے وہ تقریباً دو گھنٹے فی درجہ ہے، اصل وقت دو گھنٹے سے کچھ کم ہے، اس حساب سے 8 درجے کی دوری کے لیئے اوسط وقت تقریباً 16 گھنٹے چاہیئے اور دوسری طرف بھی 16 گھنٹے شمار کرلو تو 32 گھنٹے بنتا ہے، زیادہ کرلو تو 36 گھنٹے۔ اس وجہ سے 48 گھنٹے والا مفروضہ بھی غلط ہے۔

موٴقف نمبر۶

یہ بھی درست ہے کہ ان عوارض کا کبھی برعکس اثر بھی ہوسکتا ہے۔ وہ یہ کہ جس دن چاند مکہ میں نظر آئے اسی دن پنجاب میں بھی نظر آجائے اور عید ایک ہی دن ہو۔

جواب: اس کو برعکس اثر نہیں کہتے بلکہ چاند کی گردش جو ہمیں نظر آتی ہے وہ مشرق سے مغرب کی جانب ہے۔ پنجاب بنسبت مکہ کے مشرق کی جانب ہے اور مکہ مغرب کی جانب۔ اگر چاند پنجاب میں نظر آجائے تو مغرب کی جانب ممالک میں نظر نہ آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، حتیٰ کہ چاند اور لوگوں کے بیچ میں کوئی آڑ نہ آئے، جیسے بادل وغیرہ۔

موٴقف نمبر۷

احناف وحنابلہ ومالکہ تینوں مذاہب کے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اختلاف المطالع کا روئیت ہلال میں اعتبار نہیں۔ مذکورہ صدر بیان سے ان کی دلیل بھی معلوم ہوگئی اور ثابت ہوا کہ ہمارے اسلاف علماء وفقہاء فلکیات کے بھی بڑے ماہر تھے۔

مطلب یہ ہے کہ اختلاف المطالع کا تعلق صرف طول بلاد سے ہے اور سابقہ بیان سے واضح ہوگیا کہ پہلی کے چاند کی روئیت پر طول بلد کے علاوہ دیگر عوامل وعوارض بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

جواب: اگر ہمارے اسلاف علماء وفقہاء فلکیات کے بڑے ماہر تھے تو پھر اُن کی اس بات ''کہ اختلاف المطالع کا روئیت ہلال میں اعتبار نہیں'' پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟ پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ ایک ہی ملک میں دو عیدیں ہونا ممکن ہے؟ یا پھر ان کے ہاں اس بات کے کچھ اور معنی ہیں، اگر ہیں تو پھر ہمیں بھی صاف صاف بتا دیا جائے کہ وہ معنی کیا ہیں، اس بات کا اس کے سوا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ '' دنیا میں کہیں بھی چاند نظر آجائے تو وہ روئیت سب کے لیئے قابل قبول ہوگی، یعنی یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلاں ملک ہم سے اتنے گھنٹے دور ہے، اُس کا طول بلد الگ ہے، اس کا مطلع الگ ہے''۔ اگر اس بات کا اس کے علاوہ کوئی مفہوم ہے تو واضح کیا جائے۔ یہ سوال پاکستان کی مرکزی روئیت ہلال کمیٹی سے جڑے ہوئے تمام علماء سے ہے۔ یا پھر وہ یہ اعلان کر دیں کہ ہم اپنے فقہاء کی بات نہیں مانتے، یا پھر یہ کہ ہم لوگ اپنے 'اسلاف علماء وفقہاء' سے بہتر جانتے ہیں ہم اُن کی بات کیوں مانیں۔

موٴقف نمبر۸

چاند کی جسامت کی بات اس صورت میں قابل شنوائی ہوسکتی تھی اگر 30 کی شب (جمعرات) کو مطلع صاف نہ ہوتا مگر مطلع آئینہ کی طرح صاف و شفاف تھا۔ پنجاب میں ایک شہر کے نہیں، سینکڑوں شہروں کے لاکھوں سے بڑھ کر کروڑ ہا انسانوں نے خالی آنکھ سے بھی اور دوربینوں سے بھی دیکھنے کی کوشش کی مگر چاند نظر نہ آیا۔ لہٰذہ جمعہ کی شب کے ہلال کے متعلق یہ کہنا کہ یہ دو دن کا ہے شریعت کا اور کروڑ ہا انسانوں کا استہزاء تو ہے مگر علمی بات ہرگز نہیں۔

جواب: مجھے تو یقین نہیں آتا کہ یہ بات مصنف محترم نے کہی ہے، لگتا ایسا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ نہیں تو سب کو پتہ ہے کہ پنجاب کے عوام کی تو عادت ہی نہیں ہے چاند دیکھنے کی، اور میں یہ کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا کہ پنجاب کے عوام چاند کے بارے میں بہت ہی کم جانتے ہیں، اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ میں خود پنجاب میں رہتا ہوں اور پنجاب کے لوگوں سے 24 سال سے رفاقت ہے۔ اگر مصنف صاحب کے اس بات کا مطلب یہ ہو کہ جس طرح عموماً لوگ مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو احترام کے ساتھ عرض یہ ہے کہ پہلی کے چاند دیکھنے میں اتنا وقت نہیں ہوتا کہ آپ آرام سے باجماعت نماز بھی پڑھ لو اور ساتھ بقیہ نماز یعنی سنتیں ونوافل بھی پڑھ لو، اور پھر مسجد سے باہر نکل کر اوپر دیکھ کر کہو کہ چاند تو نظر نہیں آیا۔ یہ طریقہ یکسر غلط ہے۔ چاند دیکھنے کے لیئے پہلے سے ہی اہتمام کیا جاتا ہے، لوگ آبادی سے باہر نکل کر، ضروری سامان (یعنی دوربین، کمپاس

وغیرہ) ساتھ لے کر ایسی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں جہاں سے چاند بآسانی نظر آسکے، اور پھر چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ باقاعدہ طور پر چاند دیکھنے کے لیئے ٹیم تشکیل کر کے آبادی سے باہر پہاڑوں کی طرف بھجواتے تھے۔ لہٰذہ یہ جو مصنف صاحب کی سینکڑوں اور لاکھوں انسانوں والی بات ہے یہ ہضم ہونے والی نہیں ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو بتایئے پنجاب میں کس جگہ پر اتنا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بذات خود مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے اراکین نماز با جماعت پڑھ کر اس وقت دوربین میں دیکھتے ہیں جب عموماً چاند غروب ہو چکا ہوتا ہے۔ محترم مولانا صاحب کا فرمانا ہے کہ ’’پنجاب میں ایک شہر کے نہیں، سینکڑوں شہروں کے لاکھوں سے بڑھ کر کروڑہا انسانوں نے خالی آنکھ سے بھی اور دوربینوں سے بھی دیکھنے کی کوشش کی مگر چاند نظر نہ آیا‘‘، اس بات کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں جہاں بھی چاند دیکھنے کی کوشش کی گئی وہاں سے چاند نظر نہ آنے کی باقاعدہ طور پر اطلاع موصول ہوئی، لیکن سچ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا، بلکہ آج اس ٹیکنالوجی کے دور میں بھی رویئت ہلال کمیٹی کے پاس چاند نظر نہ آنے کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوتی، صرف چاند نظر آنے کی اطلاع پر اکتفاء کیا جاتا ہے، تو پھر ہم یہ کیسے مانیں کہ لاکھوں لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی؟ آپ لوگوں نے کبھی بھی رویئت ہلال کمیٹی سے یہ بات نہیں سنی ہوگی کہ اتنے شہادت چاند نظر آنے کے موصول ہوئے اور اتنے اطلاعات چاند نظر نہ آنے کے موصول ہوئے، جو شہادتیں موصول ہوئی ہیں اُن میں اتنی شہادتیں ان وجوہات کی بناء پر مسترد کر دی گئی ہیں۔

<u>اہل تصوف کی رائے</u>

سوال یہ ہے کہ مہینہ کب شروع ہوتا ہے، آیا اُس وقت سے جب چاند کی پیدائش ہو جائے یعنی محاق (elongation) کے وقت، جس کو ہندو اُوماس کہتے ہیں، یا اُس وقت سے جب چاند اُفق پر نظر آجائے۔ فقہی احکام چونکہ عوام کے لیئے ہوتے ہیں اس لیئے ظاہر ہے عوام کے لیئے حکم چاند دیکھنے کا ہے، اور ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ ’’اور اگر تمہارے اور چاند کے بیچ کوئی بدلی یا سیاہی حائل ہو جائے تو شعبان کی تیس کی گنتی پوری کرو، اور ایک دن پہلے روزہ رکھ کر مہینے کا استقبال مت کرو، اور نہ رمضان کو شعبان کے کسی دن سے ملاؤ‘‘ (سنن نسائی، صحیح، 2191)۔ مقصد اس کا کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ شک کی بناء پر شعبان کے وقت کو رمضان کے وقت کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو، بلکہ یہ یقین حاصل کر لو کہ چاند کی پیدائش ہو چکی ہے اور چاند افق پر موجود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مہینے کی اپنی فضیلت ہے، اور رمضان کی فضیلت سب سے زیادہ ہے، اس مہینے کی مبارک گھڑیاں دوسرے مہینے کے اوقات کے ساتھ گڈمڈ نہ ہو جائے اور یا اس مبارک مہینے کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے اس چیز کا اہتمام کرنا اس کا مقصد ہے۔

اہل تصوف کے نزدیک ہر مہینہ کا مبارک وقت چاند کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس بات کا اندازہ کہ نیا چاند پیدا ہوا، اہل تصوف کو ’لہر‘ (waves) کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ہر مہینہ کا ’’لہر‘‘ دوسرے مہینے کے ’’لہر‘‘ سے الگ اور جدا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر قاضی اہل تصوف ہو تو وہ نئے چاند کا لہر محسوس کر کے ہی نئے مہینے کا اعلان فرما دیتے ہیں۔ سائنس کے مطابق بھی مہینے کی شروعات چاند کی پیدائش سے ہی ہوتی ہے۔ یعنی جو لوگ حساب کتاب رکھتے ہیں وہ بھی مہینہ چاند کی پیدائش سے ہی شمار کرتے ہیں۔ اہل تصوف کے نزدیک اگر آج دن کو کسی وقت بھی رمضان کے نئے چاند کی لہر شروع ہو جائے تو اگلے دن روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ چاہے شام کو افق چاند نظر آئے یا نہ آئے۔ حساب کتاب (calculation) پر یقین رکھنے والے بھی محاق کے اگلے دن سے مہینہ شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال ہندوستان میں ہجری گروپ کا ہے۔

اس بات پر اُن لوگوں کو حیرانی ہوتی ہے جو لوگ مہینہ شروع کرنے کے لیئے چاند نظر آنے کو لازمی جانتے ہیں، وہ حضرات حساب کتاب سے بھی دور بھاگتے ہیں، چہ جائیکہ اہل تصوف کے ’’لہر‘‘ والی بات پر یقین کر لیں، لیکن سائنس کے طالب علموں کے لیئے اس پر یقین کر لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ’’لہر‘‘ (یعنی wave) کیا چیز ہے؟ آیئے تھوڑا سا لہر کا جائزہ لیتے ہیں:

’’کسی واسطے میں (یعنی ہوا، فضاء وغیرہ) میں سفر کرنے والا وہ اضطراب (Disturbance) جو توانائی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر

دے، اُس اضطراب کو''لہر یا موج'' کہا جاتا ہے''۔مشہور سائنسدان'ڈی بروئے'(De Broglie) نے اپنے Ph.D تھیسیس میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ''ہر چیز کی طبعی نوعیت(nature) دوقسم کا ہوتا ہے،ایک ذرات(particles form) کی شکل میں اور دوسرا لہروں(waves form) کی شکل میں''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ''لہر یا موج'' ہر چیز کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔لہر کی وجہ سے ہم آواز سنتے ہیں،لہر کی وجہ سے ہم چیزیں دیکھتے ہیں،اور لہر کی وجہ سے ہم چیزیں محسوس کرتے ہیں، جیسے ٹھنڈک، گرمی، ہوا وغیرہ

اسلامی تاریخ میں ایسے بیشمار واقعات قلمبند ہیں کہ صوفیاء نے مختلف مواقع پر''لہر'' پڑھ کر لوگوں کی پہچان کی ہے کہ یہ فلاں بندہ گناہ کر کے آیا ہے، یہ لڑکا ولدالزنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے پر کیا ہوا رحمت ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ انسان وہ''لہر'' پڑھ لیتا ہے جس کو دوسرے انسان محسوس نہیں کر پاتے۔جیسا کہ سورہ لقمان آیت 3 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هُدًى وَّ رَحمَةً لِلمُحسِنِينَ لا: ''سراسر ہدایت اور رحمت ہے محسنین کے لیئے''۔اسی رحمت کی وجہ سے اولیاء کرام کے ہاتھوں سے کرامت ظاہر ہوتی ہے۔تو لب لباب یہ ہے کہ صوفیاء کے نزدیک ہر مہینے کے فیوض وبرکات وانوارات کا آغاز چاند کے پیدائش کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔واللہ اعلم